رمضان وعید

میں

اتحاد کا مسئلہ!!

رمضان وعید میں اتحاد کا مسئلہ!!

سوال: ۔ جناب محترم مفتی منیر احمد اخون صاحب دامت برکاتہم !السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہ! کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین بیچ اس مسئلے کہ: ہمارے ہاں امریکہ میں رمضان اورعیدین کا ایک بڑا مسئلہ درپیش ہوتا ہے جس کی بناء پر عوام کافی الجھن کا شکار ہوجاتے ہیں وہ یہ کہ رویت ہلال کے بارے میں لوگوں کے تین گروہ بن گئے ہیں۔ پہلا گروہ وہ ہے جو کہ شمالی امریکہ میں چاند دیکھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔مختلف علاقوں میں کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ دوسرا گروہ وہ ہے جو اپنے حساب کتاب کے ذریعے سے معلومات حاصل کرتے ہیں اور پہلے ہی سے لوگوں کو مطلع کردیتے ہیں کہ کس تاریخ کو رمضان شروع ہوگا اور کس تاریخ کو عید ہوگی۔تیسرا گروہ وہ ہے جو سعودی عرب والوں کی رویت پر بھروسہ کرکے انکے اعلان پر عید کرتے ہیں اور روزے رکھتے ہیں۔اب کیفیت یہ بن چکی ہے کہ ہر علاقہ، ہر محلّہ بلکہ ہر ہر گلی میں بھی ایسے مواقعوں پر لوگوں کا ایک عجیب وغریب منظر سامنے آتا ہے اور افراتفری کا عالم ہوتا ہے حتیٰ کہ ایک ہی گھر میں بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ میاں عید منا رہا ہے اور بیوی کا روزہ ہوتا ہے۔اسی طرح بھائی کا روزہ ہوتا ہے،بہن عید منا رہی ہوتی ہے۔کافی اختلاف پیدا ہو چکا ہے،خوشی کے موقع پر بھی ایک ناخوشی کا منظر ہوتا ہے۔بالٹی مور میں خصوصاً اور پورے امریکہ وکینیڈا میں عموماً مسلمانوں کی اکثریت سعودی عرب کی روایت کی بنیاد پر رمضان اور عید کا اعلان کررہی ہے جبکہ مسلمانوں کی اقلیت لوکل مون سائٹنگ کے مطابق رمضان وعید کرتی ہے۔اب پوچھنا یہ ہے کہ کیا مسلمان امت کو اس انتشار سے بچانے اور سب کی خوشی کو ایک کرنے کیلئے سعودی عرب کی رویت کی بنیاد پر رمضان وعید کرسکتے ہیں یا نہیں؟ یہ فتاویٰ حاضر خدمت ہیں۔ان میں اہم فتویٰ دارالعلوم کراچی پاکستان کا ہے۔آنجناب سے درخواست ہے کہ اس سلسلے میں تفصیلی جواب لکھیں نیز جو سعودی عرب کی رویت پر اعتراض کرتے ہیں، انکا بھی جواب دیں۔میری تمنا ہے کہ آپکے فتویٰ کے ذریعے رمضان وعید میں اتحاد کا تحفہ امت کو نصیب ہوجائے۔اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔آمین!(فقط۔احفاظ احمد،بالٹی مور امریکہ۔مارچ 23، 2011ء)ا

الجواب حامداً ومصلیاً: قرآن واحادیث اور اکثر فقہائے اسلام کی نظر میں گلوبل مون سائیٹنگ عین شریعت وسنت کا تقاضا ہے چنانچہ دنیا میں کسی جگہ چاند نظر آجائے اور شرعی طریقے سے اس کی خبر دوسرے مقامات تک پہنچ جائے تو پوری دنیا کے مسلمان ایک دن میں رمضان وعید کا آغاز کریں گے تاکہ اتحاد امت کا عالمگیر مظاہرہ ہو اور سب ایک ہی دن میں عید وبقرعید کی خوشیاں منائیں اور یہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منشاء ہے۔یہی وجہ ہے کہ آئمہ اربعہ میں سے تین بڑے امام،امام اعظم ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ بلکہ بعض شوافع اور اکثر متاخرین حنیفہ اسی گلوبل مون سائیٹنگ کے قائل ہیں اور گلوبل مون سائیٹنگ کے لئے مکہ مکرمہ میں رویت ہلال کو معیار بنانا وحدت امت کے لئے بہترین کسوٹی ہے کیونکہ علمائے مکہ ومدینہ جس بنیاد پر رویت ہلال کا اعلان کرتے ہیں اس پر مذاہب اربعہ فقہ حنفی' فقہ مالکی' فقہ شافعی اور فقہ حنبلی متفق ہیں۔سوائے شوافع میں علامہ سبکیؒ اور ابن مقاتل حنفیؒ کے کوئی مخالف نہیں چنانچہ مکہ مکرمہ کے چاند کو معیار بنا کر پوری دنیا میں رمضان وعید میں اتحاد،شریعت وسنت کا تقاضا بھی ہے اور اکثر فقہائے اسلام کا مذہب بھی جبکہ اس کے خلاف بعض کے اقوال پر تشدد اختیار کرکے امت کو انتشار میں ڈالنا قطعاً مناسب نہیں۔اسی لئے موجودہ دور کے مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی اور شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی اور دیگر متعدد علمائے کرام نے سعودی عرب کی رویت کو شرعی قرار دیتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی پوری گنجائش دی ہے۔(فتاویٰ عثمانی ص 165 ج 3۔از مفتی تقی عثمانی)(نوادر الفقہ ص 78 ج 2۔ از مفتی رفیع عثمانی)(فتاویٰ شامی ص 355-354 ج 3 (فقہ حنفی) مواہب الجلیل ص 387 ج 2 (فقہ مالکی))(شرح مہذب ص 28 ج 6 (فقہ شافعی) کتاب الفروغ ص 11 ج 3 (فقہ حنبلی

تفصیل: آنجناب نے ایک بہت اہم اور نازک مسئلہ کی جانب توجہ مبذول کرائی ہے جس پر اتفاق رائے وقت کی اشد ضرورت ہے جبکہ اس میں اختلاف نصف صدی سے زیادہ عرصے پر محیط ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ نصف صدی سے زیادہ عرصے پر پھیلے ہوئے اختلاف کو کسی طرح سکیڑ کر ایک اتفاقی نقطے پر مرکوز کردینا کوئی زیادہ آسان نہیں کیونکہ اب تو رمضان اور عید کے چاند میں اختلاف اسلامی زندگی کا معمول بنتا چلا جارہا ہے اور کل حزب بمالدیہم فرحون (ہر گروہ اپنے نظریہ وعمل پر خوش ہے) کا عملی مشاہدہ ہونے لگا ہے اور ہر ایک فریق اس نزاکت سے بے نیاز ہے کہ اس اختلاف کے کیا منفی اثرات اسلام کی سیاسی واقتصادی اور معاشی ومعاشرتی زندگی پر رونما ہورہے ہیں۔خصوصاً مغربی دنیا کی جدید سوسائٹی میں نئی نسل مسلمان بچے اور بچیاں کس قدر تشویش کا شکار ہیں جبکہ رہی سہی کسر مغربی میڈیا اپنی بھڑاس نکال کر پوری کرتا رہتا ہے جس سے ہمارے جیسے ''پرانے پاپے'' جن کی اٹھان انڈیا پاکستان' بنگلہ دیش جیسے کٹر ملکوں میں ہوئی ہے بھلے متاثر نہ ہوں مگر نئی نسل ضرور کیا؟ اور کیوں؟ کی بھنور میں بھٹکنے لگتے ہیں۔اس پر مستزاد یہ کہ مغربی سوسائٹی میں کالج' سکول اور آفسز میں غیر مسلموں کے ساتھ شب وروز کا اختلاط نہ صرف مسلمان بچوں کو یہ سوچنے پر بلکہ ایک درجے میں یقین دلانے میں کامیاب نظر آنے لگتا ہے کہ ''لو! تمہارے اسلام اور پیغمبر اسلامؐ نے خوب ضابطہ حیات دیا کہ عید جیسی خوشی کا دن بھی اختلاف وافتراق کی نذر ہوگیا اور فرمان نبویؐ ''لکل قوم عید وھذا عیدنا'' (ہر قوم کی خوشی اور تہوار کا دن ہوتا ہے اور عید الفطر اور عید قربان ہماری خوشی اور تہوار ہے) کی خوشی بھی غارت ہوگئی اور اس تہوار کا مزا بھی کرکرا ہوگیا اور جس قوم ومذہب کی خوشیاں ایک نہ ہوں بھلا اس کے بنیادی نظریات اور عبادات ایک کیسے رہ سکتی ہیں۔ ''اسلام تو دراصل اس الجھی ہوئی ڈور کا نام ہے جس کے سرے کی کسی کو خبر نہیں' ہر ایک اس جنگل میں ٹامک ٹویاں مارتا پھرتا ہے اور جس کے ہاتھ میں کمان آئی وہی اٹکل پچو کے تیر چلانے لگتا ہے جن کا مشاہدہ تم الیکٹرانک میڈیا پر فرقہ وارانہ جنگ وجدال میں بخوبی کرسکتے ہو کہ کس طرح شیخ جی کی پگڑیاں اچھلتی ہیں۔'' یہ مذہب اسلام محبت' الفت اور رواداری سے کوسوں دور اور جبر وتشدد اور دہشت گردی سے عبارت ہے۔ وغیرہ وغیرہ مسلمان بھائیو! یہ وہ پھبتیاں ہیں جو اسلام اور پیغمبر اسلام پر کسی جاتی ہیں۔جس کا ذمہ دار نہ الحمدللہ اسلام ہے اور نہ پیغمبر اسلامؐ! البتہ یہ نام نہاد ''مسلمان'' ضرور اس کا ذمہ دار ہے۔جس کی تنگ نظری' انتہا پسندی' جبر وتشدد آج اسلام کے روشن چہرے اور پیغمبر اسلام کی محبت بھری زندگی پر

بدنما داغ ہے۔ جو آج تک امریکہ یورپ جیسے ترقی یافتہ ملکوں میں بھی اپنی نئی نسل کو عید ایسی خوشی کو ایک دن میں متفق کر کے اجتماعی مسرت مہیا نہیں کر سکا جس کے نتیجے میں باپ اپنے بیٹے سے جدا اور بیٹا اپنے باپ سے جدا' ماں اپنی بیٹی سے جدا اور بیٹی اپنی ماں سے جدا اور بیوی اپنے شوہر سے جدا اور دوست اپنے دوست سے جدا اس خوشی کو نبھاتے نظر آتے ہیں! کیا رسول اکرمؐ نے ہذا عیدنا کہہ کر اسی یکطرفہ خوشی اور تہوار کی خوشخبری سنائی تھی؟ کیا کوئی دانش منداس فرقت اور جدائی پر مبنی خوشی کو خوشی کہہ سکتا ہے؟ نہیں ہرگز نہیں اس حوالے سے احقر اپنے نکتہ نظر کو ضبط تحریر میں لانے سے قبل حجۃ الاسلام علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کے علوم ومعارف کے سچے وارث محدث کبیر حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ کا وہ اقتباس پیش کرتا ہے جو یقیناً احقر کے نکتہ نظر کی تمہید ہے۔ حضرت بنوریؒ لکھتے ہیں: یوں تو آئے دن اتنے علمی وعملی فتنے ظاہر ہو رہے ہیں کہ جنہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ کس کس کا جواب دیا جائے اور کس کس کی طرف توجہ کی جائے۔ تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم۔ فتنوں کا ایک سیلاب ہے کہ امنڈا چلا آرہا ہے' کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کہاں جا کر رکے گا' رسائل ہیں' اخبارات ہیں' ریسرچ کے انسٹیٹیوٹ ہیں' ثقافت کے ادارے ہیں' کہیں تعمیر نو کے نام پر تخریب دین ہے' کہیں عقائد اسلامیہ پر حملے ہیں' کہیں احکام شرعیہ سے انکار ہے' کہیں انکار سنت پر زور ہے' کہیں تحریف قرآن کا فتنہ ہے' کہیں جواز سود وتحلیل خمر کے فتوے ہیں' کہیں رقص وسرود کو جائز کرنے کے لئے تحقیقات ہو رہی ہیں' کہیں تعزیرات وحدود پر ہاتھ صاف کیا جارہا ہے' کہیں سلف صالحین سے بدظن کرانے کی مذموم کوشش ہو رہی ہے' کہیں اسلامی نظام کی ناکامی کے دلائل پیش کئے جارہے ہیں۔ الغرض کہیں مستشرقین مصروف عمل ہیں تو کہیں ملاحدہ وزنادقہ اسلام سے برسرپیکار ہیں۔ اندر باہر' عوام وخواص' راعی ورعیت سب ہی کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی اس آخری نعمت کو تباہ کرنے کی پوری کوشش جاری ہے' مقصد حیات صرف مادی آسائش ہے' نہ آخرت کا تصور' نہ حساب وکتاب کی فکر' سارے نظام کا محور صرف پیٹ ہے اور بس اور اس پر مستزاد یہ ہے کہ جن حضرات میں ان فتنوں کے دفاع کی صلاحیت واہلیت ہے وہ یا تو بالکل غافل وخاموش ہیں یا ان کے وسائل اتنے محدود ہیں کہ اگر کچھ کرنا چاہیں بھی تو نہیں کر سکتے۔ فانا للہ وانا الیہ راجعون۔

مصائب شتی جمعت فی مصیبۃ۔ ولم یکفھا حتی قفتھا مصائب۔ (ترجمہ) ''کتنے منتشر مصائب ایک مصیبت میں آکر جمع ہو گئے اور اس پر بھی بس نہیں بلکہ روز نئی نئی مصیبتیں آرہی ہیں''۔ علماء امت کے ذمہ جہاں اور فرائض عائد ہوتے ہیں وہاں عصر حاضر کے اس اہم فریضہ کی ادائیگی بھی ان ہی کے ذمہ ہے کہ موجودہ دور کے تمدن وتہذیب نے جو نت نئے مسائل پیدا کر دیئے ہیں ان پر غور کر کے ان کا حل تلاش کیا جائے۔ آج کل کا نیا طبقہ اپنی ناواقفیت کی بنا پر اس خیال خام میں مبتلا ہو گیا ہے کہ اسلام کا قدیم نظام یا قدیم اسلامی فقہ موجودہ معاشرے کی مشکلات کے حل کے لئے کافی نہیں لیکن اگر ذرا غور کیا جائے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ ہمارے نظام کے دو حصے ہیں' ایک حصہ وہ ہے جو قرآن وسنت کی صریح نصوص سے ثابت ہے' یہ تمام تر اس علیم وقدیر اور حکیم وخبیر رب العالمین کا ابدی اور دائمی قانون ہے جس کا علم بھی ہر شے کو محیط ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ قیامت تک جو آنے والی نسلیں ہیں ان میں کیا کیا خرابیاں پیدا ہوں گی اور اس کی قدرت بھی کامل ہے چنانچہ اس نے اپنے علم محیط اور قدرت کاملہ سے قیامت تک پیدا ہونے والے تمام امراض روحانی کے لئے ایسا نسخہ شفاء اتارا ہے کہ جس میں نہ کسی ترمیم واصلاح کی گنجائش ہے نہ کسی ادنیٰ سی تبدیلی کی۔ دوسرا حصہ وہ ہے جو علماء امت اور مجتہدین عظام نے قرآن کریم وسنت نبویہ سے استخراج واستنباط کر کے مرتب فرمایا ہے' اس کے مختلف مراتب اور مختلف ادوار ہیں' معاملات اور معاشرت میں بہت سے احکام ایسے بھی ہیں کہ جن کا تعلق اس عہد سے تھا۔ مجتہدین امت کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے کہ وہ پہلے ہی ایسے اصول وقواعد مرتب فرما گئے کہ قیامت تک آنے والے اہل علم کو ان سے مستفید ہونے کا موقع ملتا رہے گا اور انہی اصول وقواعد کی روشنی میں آئندہ ہر قسم کی مشکلات حل ہو سکیں گی۔ ظاہر ہے کہ جتنا تمدن ترقی کرے گا اتنے ہی جدید مسائل پیدا ہونگے اور غیر اسلامی ملکوں سے تعلقات وروابط جتنے زیادہ پیدا ہونگے' نئے نئے مسائل سے واسطہ پڑتا رہے گا۔ مسلمانوں میں اب بھی ایک بہت بڑا طبقہ ایسا موجود ہے کہ اگر تجارت ومعاملات میں اسلامی اصول کی روشنی میں ان کی مشکلات کو حل کیا جائے اور فقہی قوانین سے ان کو ایسی تدابیر بتلا دی جائیں کہ جن کی بنا پر وہ شرعی حدود کے دائرہ سے باہر قدم نہ نکال سکیں تو نہایت خوشی سے اس پر لبیک کہیں گے اور بدل وجان ان تدابیر پر عمل کریں گے۔ (اقتباس: ''عصر حاضر کا اہم تقاضا'' ماہنامہ بینات کراچی) بلاشبہ علامہ بنوریؒ نے بجا فرمایا کہ تہذیب وتمدن کی ترقی نت نئے مسائل لیکر آئی ہے اور مسائل کی ورائٹی سے پیچیدگیاں رونما ہوئی ہیں اور سیدھی سادی زندگی ایک پیچیدہ راہ میں تبدیل ہوگئی کیونکہ تہذیب وتمدن کی ترقی کے ساتھ ساتھ ترقی یافتہ غیر اسلامی ممالک سے روابط نے انٹرنیشنل ڈویلپمنٹس پیدا کیں جس کے نتیجے میں انسانی زندگی اور ہیومن سوسائٹی میں کلچرل ڈویلپمنٹس اور سوشل ڈویلپمنٹس ہوئیں اور انسان اسلام جیسے عالمگیر مذہب پر عمل کے لئے سوالات لے کر آتا رہا جن کا تسلی بخش جواب آج تک اسلام بانگ دہل دیتا چلا آتا ہے اور صبح قیامت تک بھی کوئی ایسا سوال نہیں رونما ہو سکتا جس کے جواب سے اسلام کی کوکھ خالی ہو۔ اب رہا یہ سوال کہ اسلام میں عید اور رمضان کے حوالے سے کیا رہنمائی کی گئی ہے؟ اور پیغمبر اسلامؐ نے اس سلسلے میں کیا ہدایات دی ہیں؟ کیا اسلام اور پیغمبر اسلامؐ کے بتلائے ہوئے اصول ہمیں ایک سے زیادہ عیدیں کرنے پر مجبور کرتے ہیں؟

تین موقف: ۔ دراصل رمضان وعید کے چاند کے حوالے سے اس وقت امت میں تین طرح کے موقف سامنے آئے ہیں۔ (1) فلکی حسابات (2) لوکل مون سائیٹنگ (3) گلوبل مون سائیٹنگ جہاں تک فلکی حسابات (Calculations) کا تعلق ہے تو علمائے اہل حق نے اس فارمولے کو یکسر مسترد کر دیا اور اس کو قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف قرار دیا اور اس کے ذریعہ چاند کی تاریخوں کے تعین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی واضح ہدایات کے منافی اور غیر سبیل المومنین میں داخل فرمایا ہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی حدیث رویت کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ''اس سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے کہ ثبوت ہلال رویت ہی سے ہوگا' حسابات سے ہلال کا ثبوت نہیں ہے بلکہ اعتبار رویت کا ہے' اس لئے کہ حسابات کے نتائج اور آلات رصدیہ سے حاصل شدہ معلومات کو اگر بالکل یقینی سمجھا جائے جب بھی احکام شرعیہ میں ان کی مداخلت بجائے مفید ہونے کے مضر اور مسلمانوں کے لئے سخت مشکلات پیدا کرنے والی ہیں اور اگر ان حسابات اور آلات کے نتائج قطعی اور

Under Supervision of:
AL-MUNEER FOUNDATION INC.
DARUL IFTA'A KHATM-E-NUBBUWAT

1095 Coney Island Avenue, Brooklyn, NY
(Besides Makki Masjid)

دارالافتاء ختم نبوۃ

Tel: (718) 736-0440 | Fax: (403) 413-4982

سرپرست: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا حکیم محمّد اختر صاحب دامت برکاتہم

بیاد: شہید اعظم حضرت اقدس مولانا یوسف لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

یقینی ہوتے تو ماہرین فن کے اختلاف رائے کا کوئی احتمال نہ رہتا''۔سائنس کی نئی ترقیات اور فن ریاضی و فلکیات کی جدید ترقیات کا آج کی دنیا میں بڑا ہنگامہ ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ بہت سی نئی تحقیقات نے پرانے فلسفے اور ریاضی کے اصول کی دھجیاں بکھیر دیں اور اس کے خلاف مشاہدہ کروایا لیکن اس کے باوجود یہ نہیں کہا جاسکتا کہ آج ایک محقق ماہر نے جو کچھ کہہ دیا وہ حرف آخر ہے اس کی تغلیط آئندہ کوئی نہیں کرسکے گا۔آئندہ کو چھوڑ کر اسی موجودہ دور میں اسی درجہ کے دوسرے ماہرین اس سے مختلف رائے رکھتے ہیں۔مثلاً چوتھی صدی ہجری کا مشہور اسلامی فلاسفر اور ماہر نجوم وفلکیات ابوریحان البیرونی جو شہاب الدین غوری کے زمانہ میں ایک مدت دراز تک ہندوستان میں بھی رہا اور فنون کا بینظیر امام مانا جاتا ہے اسی نئی روشنی اور نئی تحقیقات کے دور میں بھی اس کی امامت سب کے نزدیک مسلم ہے'روسی ماہرین نے اس کی تحقیقات سے راکٹ وغیرہ کے مسائل میں بڑا کام لیا ہے'ان کی مشہور کتاب ایک جرمن ڈاکٹر سی ایڈورڈ سخاؤ کے حاشیہ کے ساتھ لیزک میں چھپ کر شائع ہوئی ہے۔اس میں آلات رصدیہ کے ان نتائج کے غیر یقینی ہونے کے مسئلہ کو تمام ماہرین فن اجماعی اور اتفاقی نظریہ بتلایا ہے۔حضرت والد صاحب رحمہ اللہ اپنے رسالے''رویت ہلال'' میں ان کی جو عبارت نقل کی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں:علماء ریاضی و ہئیت اس پر متفق ہیں کہ رویت ہلال کے عمل میں آنے کے لئے جو مقداریں فرض کی جاتی ہیں وہ سب ایسی ہیں جن کو صرف تجربہ ہی سے معلوم کیا جاسکتا ہے اور مناظر کے احوال مختلف ہوتے ہیں جن کی وجہ سے آنکھوں سے نظر آنے والی چیز کے سائز میں چھوٹے بڑے ہونے کا فرق ہوسکتا ہے اور فضائی وفلکی حالات ایسے ہیں کہ ان میں جو بھی ذرا غور کرے گا تو رویت ہلال ہونے یا نہ ہونے کا کوئی قطعی فیصلہ ہرگز نہ کرسکے گا۔اور''کشف الظنون'' میں بحوالہ زیج شمس الدین محمد بن علی خواجہ کا چالیس سالہ تجربہ یہی لکھا ہے کہ ان معاملات میں کوئی صحیح اور یقینی پیش گوئی نہیں کی جاسکتی جس پر اعتماد کیا جاسکے۔جب یہ ثابت ہوگیا کہ رصدگاہوں اور آلات رصدیہ کے ذریعہ حاصل کردہ معلومات بھی رویت ہلال کے مسئلہ میں کوئی یقینی فیصلہ نہیں کہلاسکتی بلکہ وہ بھی تجرباتی اور تخمینی معاملہ ہے تو اس اصول کے حکیمانہ اصول ہونے کی اور بھی تائید ہوگئی جو رسول امی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس معاملہ میں اختیار فرمایا کہ ان کاوشوں اور باریکیوں میں امت کو الجھائے بغیر بالکل سادگی کے ساتھ رویت ہونے یا نہ ہونے پر احکام شرعیہ کا مدار رکھ دیا جس پر ہر شخص ہر جگہ ہر حال میں آسانی سے عمل کرسکے۔(انعام الباری شرح صحیح بخاری ص489 ج5از شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی مدظلہ)نیز دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی سعید احمد پالن پوری مدظلہ نے دورہ امریکہ کے دوران اپنے نشری بیانات میں انتہائی مدلل انداز سے فلکی حسابات کے فارمولے کو قرآن وحدیث اور اجماع امت کے خلاف غیر سبیل المومنین اور گمراہی قرار دیا ہے۔رہے آخر الذکر دو موقف! تو دونوں اس بات پر تو متفق ہیں کہ چاند کے ہونے یا نہ ہونے کا مدار رویت بصری یعنی کھلی آنکھوں مشاہدے پر ہے چنانچہ اس سلسلہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی 29 احادیث مبارکہ صحاح ستہ میں منقول ہیں'جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رویت بصری کی بنیاد پر چاند کے وجود کا فیصلہ کرنے کا حکم فرمایا ہے لیکن اب آگے اختلاف اس میں ہوا کہ رویت کا مطلب کیا ہے؟ کیا ہر شخص کا دیکھنا ضروری ہے؟ یا بالفاظ دیگر لوکل مون سائیٹنگ کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امر فرما رہے ہیں یا گلوبل مون سائیٹنگ کی احادیث میں ہدایت ہے؟ اس اختلاف کی حقیقت سمجھنے سے قبل چاند کی رویت وشہادت کے حوالے سے شرعی وفقہی خلاصہ احقر کے والد نسبتی شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی قدس سرہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: آپ نے جو عبارتیں لکھی ہیں وہ صحیح ہیں لیکن بہت مجمل نقل کی ہیں۔میں ان سے متعلق مسائل کی آسان الفاظ میں وضاحت کردیتا ہوں۔1۔اگر مطلع صاف ہو اور چاند دیکھنے سے کوئی چیز مانع نہ ہو تو رمضان اور عید دونوں کے چاند کے لئے بہت سے لوگوں کی شہادت ضروری ہے جن کی خبر سے قریب قریب یقین ہوجائے کہ چاند ہوگیا ہے' البتہ اگر کوئی ثقہ مسلمان باہر سے آیا ہو یا کسی بلند جگہ سے آیا ہو تو رمضان کے چاند کے بارے میں اس کی شہادت قبول کی جائے گی۔2۔اگر مطلع ابر آلود یا غبار آلود ہو تو رمضان کے چاند کے لئے صرف ایک مسلمان کی خبر کافی ہے کہ اس نے چاند دیکھا ہے لیکن عید کے چاند کے لئے یہ شرط ہے کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں گواہی دیں کہ انہوں نے خود چاند دیکھا ہے۔نیز یہ بھی شرط ہے کہ یہ گواہ لفظ''اشہد'' کے ساتھ گواہی دیں یعنی جس طرح عدالت میں گواہی دی جاتی ہے اسی طرح یہاں بھی یہ الفاظ کہیں کہ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے چاند دیکھا ہے''۔جب تک نصاب شہادت(دو عادل ثقہ مسلمان مردوں کا یا ایک مرد اور دو عورتوں کا گواہی دینا)اور لفظ شہادت کے ساتھ گواہی نہ ہو عید کا چاند ثابت نہیں ہوگا۔3- جب ایک شہر میں شرعی شہادت سے رویت کا ثبوت ہوجائے تو دوسرے شہروں کے حق میں بھی یہ رویت واجب العمل ہوگی یا نہیں؟ اس ضمن میں تین اصول کا سمجھ لینا ضروری ہے۔

اول یہ کہ ایک شہر کی رویت کا ثبوت دوسرے شہر والوں کے لئے درج ذیل تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے ہوسکتا ہے۔(1)شہادت علی الشہادت۔یعنی دوسرے شہر میں دو عاقل بالغ عادل مسلمان یہ گواہی دیں کہ فلاں شہر میں ہمارے سامنے دو عاقل بالغ عادل گواہوں نے رویت کی گواہی دی۔

(2)شہادت علی القضا۔یعنی دوسرے شہر میں دو عاقل بالغ عادل مسلمان یہ گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی نے رویت ہوجانے کا فیصلہ کیا۔(3)تواتر واستفاضہ۔یعنی دوسرے شہر میں متفرق جماعتیں آکر یہ بیان کریں کہ فلاں شہر میں رویت ہوئی ہے اور یہ جماعتیں اتنی زیادہ ہوں کہ اس شہر کے حاکم کو قریب قریب یقین ہوجائے کہ واقعی فلاں شہر میں چاند ہوگیا ہے۔اگر ان تین طریقوں میں سے کسی ایک طریقے سے ایک شہر کی رویت دوسرے شہر میں ثابت ہوجائے تو دوسرے شہر والوں کے حق میں بھی یہ رویت حجت ہوگی۔دوسرا اصول یہ ہے کہ ایک قاضی کا فیصلہ صرف اس کے زیر ولایت علاقوں اور شہروں کے حق میں حجت ہے جو علاقے اور شہر اس کے زیر ولایت نہیں ان پر اس قاضی کا فیصلہ نافذ نہیں ہوگا البتہ اگر ثبوت رویت سے مطمئن ہوکر دوسرے شہر یا علاقے کا قاضی بھی رویت کا فیصلہ کردے تو اس کے زیر حکومت علاقوں میں بھی رویت ثابت ہوجائے گی۔تیسرا اصول یہ ہے کہ جن علاقوں میں اختلاف مطالع کا فرق نہیں ہے ان میں تو ایک شہر کی رویت کا دوسرے شہر والوں کے حق میں لازم العمل ہونا (بشرطیکہ مندرجہ بالا دونوں اصولوں کے مطابق اس دوسرے شہر تک رویت کا ثبوت پہنچ گیا ہو سب کے نزدیک متفق علیہ ہے۔اس میں کسی کا اختلاف نہیں لیکن جو شہر ایک دوسرے سے اتنے دور واقع ہوں کہ

دونوں کے درمیان اختلاف مطالع کا فرق ہے' ایسے شہروں میں ایک کی رویت دوسرے کے حق میں لازم ہوگی یا نہیں؟ اس میں ظاہر مذہب یہ ہے کہ اختلاف مطالع کا کوئی اعتبار نہیں اس لئے اگر دو شہروں کے درمیان مشرق ومغرب کا فاصلہ ہو تب بھی ایک شہر کی رویت دوسرے کے حق میں حجت ملزمہ ہے۔ بشرطیکہ رویت کا ثبوت شرعی طریقہ سے ہو جائے۔ یہی مالکیہ اور حنابلہ کا مذہب ہے لیکن بعض متاخرین نے اس کو اختیار کیا ہے کہ جہاں اختلاف مطالع کا فرق واقعی ہے وہاں اس کا شرعاً بھی اعتبار ہونا چاہئے۔ حضرات شافعیہ کا بھی یہی قول ہے۔ لیکن فتویٰ ظاہر مذہب پر ہے کہ اختلاف مطالع کا مطلقاً اعتبار نہیں نہ بلاد قریبہ میں اور نہ بلاد بعیدہ میں۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل ص258 ج3)

آپ نے شہید اسلام حضرت لدھیانویؒ کا اقتباس ملاحظہ کیا کہ آئمہ اربعہ میں سے تین بڑے فقہائے اسلام امام اعظم ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ گلوبل مون سائیٹنگ کے قائل ہیں کہ دنیا میں کہیں بھی مسلمان چاند دیکھ لیں اور شرعی طریقہ پر اس کا ثبوت ہو جائے تو مشرق سے مغرب تک تمام مسلمان اس کے مطابق ایک دن میں رمضان کا آغاز اور عیدین کرنے کے پابند ہیں۔ خاص طور پر حنفیہ کا تو ظاہر مذہب بھی یہی ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ نیز فقہاء شوافع میں بھی صمیری کی یہی رائے ہے اور قاضی ابوطیب اور دارمی وغیرہ متعدد فقہاء شوافع نے اسی قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (الفقہ الاسلامی وادلتہ ص 1657 ج3) (ردالمحتار شامی ص 131 ج2 (فقہ حنفی) (شرح مہذب ص273 ج6 (فقہ شافی) (الشرح الکبیر ص510 ج1 'بدایۃ المجتہد ص278 ج1 (فقہ مالکی) (کشاف القناع ص353 ج2 (فقہ حنبلی)

یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ صحاح ستہ کی انتیس حدیثیں گلوبل مون سائیٹنگ پر مبنی ہیں اور عموم پر محمول ہیں چنانچہ صوموالـرویۃ وافطروالـرویۃ (ترجمہ: چاند دیکھ کر تم روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر عید مناؤ) (صحیح بخاری) اور نسائی شریف میں وانسـکـوالھـا (اور چاند دیکھ کر قربانیاں کرو!) کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ یہ احادیث گلوبل مون سائیٹنگ کا حکم دے رہی ہیں تا کہ تمام دنیا کے مسلمان وحدت واتحاد کا ثبوت دیتے ہوئے ایک دن میں رمضان' عید اور قربانیاں کریں۔ نیز حنفیہ کے ظاہر مذہب کی دلیل یہ احادیث اور ان کی عمومیت ہی تو ہے۔

☆ چنانچہ مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اپنے معروف فتاویٰ کفایت المفتی میں رقم طراز ہیں: جو امر آپ نے دریافت فرمایا تھا وہ لکھنا باقی تھا جواب لکھ رہا ہوں۔ حنفیہ نے احکام میں اختلاف مطالع کا شرعاً اعتبار نہیں کیا نہ یہ کہ وہ درحقیقت اختلاف مطالع کے منکر ہیں فی الواقع مطالع میں اختلاف ہوتا ہے لیکن احکام شرعیہ میں اس کا اعتبار نہیں۔ حنفیہ کا استدلال حدیث صوموالرویۃ وافطر والرویۃ سے ہے یہ حدیث ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں موجود ہے اور صحیح ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ چاند دیکھنے پر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو۔ صوموا کا خطاب عام ہے تمام مکلفین اس میں داخل ہیں اور رویت کا لفظ لرویۃ میں مصدر ہے جس کا فاعل مذکور نہیں کہ کس کے دیکھنے پر روزہ رکھو پس اگر مخاطبین کو ہی فاعل مانا جائے اور معنی یہ ہوں کہ جو دیکھے وہ روزہ رکھے تو یہ خرابی ہے کہ بہت سے مکلفین بھی روزے سے بچ جائیں گے جنہوں نے باوجود شہر میں رہنے اور شہر میں رویت ہونے کے بھی چاند نہیں دیکھا حالانکہ یہ بالاجماع باطل ہے کہ جو اپنی آنکھ سے چاند نہ دیکھے اس پر روزہ نہ ہو پس لامحالہ رویت کا فاعل بھی عام لینا ہوگا کہ کسی دیکھنے والے کے دیکھنے پر روزہ رکھو خواہ وہ مشرق میں ہو یا مغرب میں جبکہ رویت کا ثبوت ہو جائے کہ کسی نے چاند دیکھا ہے خواہ کہیں دیکھا ہو تمام مکلفین پر روزہ فرض ہو گیا۔ اس حدیث میں جیسے رویت کا فاعل مذکور نہیں ایسے ہی محل رویت بھی مذکور نہیں اس لئے وہ بھی عام ہے کہ کہیں دیکھا جائے صرف اس امر کی ضرورت ہے کہ دیکھنا ثابت ہو جائے اور ثبوت کا طریقہ شہادت شرعیہ ہے جو رمضان کے چاند کے لئے ایک شخص کی بھی کافی ہے اور عید کے لئے دو آدمیوں کی ضروری ہے یہ جب کہ مطلع صاف نہ ہو اور غبار وغیرہ ہو اور مطلع صاف ہونے کی صورت میں رمضان وعید دونوں کیلئے جم غفیر شرط ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس کا واقعہ کہ انہوں نے خبر رویت قبول نہ کی حنفیہ کے مخالف نہیں ہے کہ اول تو وہ حسب قاعدہ شرعیہ شہادت نہیں تھی دوسرے یہ کہ جب تک وہ امام کے سامنے پیش نہ ہوتی اور امام حکم نہ کرتا اس وقت تک ابن عباس کا یہ فرمانا کہ فلانزال نصوم حتی نراہ اونکمل ثلاثین یوماً۔ بالکل صحیح ہے کیونکہ حضرت ابن عباس اسی کے مکلّف ہیں اور اگرچہ ایک شخص کی شہادت معتبر ہے لیکن جب کہ امام کے سامنے پیش ہو اور وہ قبول کر کے حکم دیدے اور یہ بات ابھی تک حاصل نہ ہوئی تھی جبکہ حضرت ابن عباسؓ کے سامنے کریب یہ تذکرہ کر رہے تھے۔

علاوہ ازیں شریعت میں کوئی حد اس امر کی مقرر نہیں کی گئی کہ کتنی مسافت کی رویت معتبر ہے اور کس قدر فاصلے کی معتبر نہیں اگر کوئی ایسا ہوتا کہ اس کی رویت کا اعتبار نہ ہوتا تو ضروری تھا کہ اس کو بیان کیا جاتا ابن عباس کی رویت سے بھی فقط لاء اور ھکذا امرنا الخ کے سوا اور کچھ ثابت نہیں ہوتا اور یہ اس کے لئے کافی نہیں ہے کہ فاصلے کی کوئی تحدید کی جاسکے اور اگر عام چھوڑ دیا جائے تو لازم آتا ہے کہ دو تین کوس کے فاصلے کی رویت بھی معتبر نہ ہو وھذا باطل جداً فقط محمد کفایت اللہ عفا عنہ مولاہ، سنہری مسجد' دہلی''۔ (کفایت المفتی ص 224 ج4 بحوالہ ترمذی وردالمختار شامی) ☆......فتاویٰ دار العلوم دیوبند میں ایک سوال کے جواب میں مذکور ہے: ''حنفیہ کے نزدیک اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے یہاں تک کہ اگر اہل مغرب کو چاند نظر آجائے تو وہ اہل مشرق کو لازم ہو جاتا ہے بشرطیکہ بطریق موجب ان کو رویت اہل مغرب کی معلوم اور ثابت ہو جائے۔'' (فتاویٰ دار العلوم دیوبند ص 251 ج6)

☆......نیز اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلویؒ اپنے فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''ہمارے آئمہ کے صحیح مذہب کے مطابق در بارہ ہلال رمضان وعید فاصلہ بلاد کا اصلاً اعتبار نہیں' مشرق کی رویت مغرب والوں پر حجت ہے وہ بالعکس۔ (فتاویٰ رضویہ ص 567)

ایک اور مقام پر سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں: ''رمضان وعید فطر میں اختلاف مطالع کو قول محققین حنفیہ ومحدثین مذہب ومجتہدین روایات فقہیہ قرار دینا محض غلط وتہمت ہے بلکہ اس کا عدم اعتبار ہی ہمارے آئمہ کرام ومجتہدین عظام کا مذہب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور اسی پر جمہور قائم ہیں اور یہی احوط اور اقویٰ من حیث الدلیل ہے تو بوجوہ کثیرہ اس پر عمل ہے اور عدول ہرگز جائز نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ص 628) نیز متاخرین حنفیہ میں سے امام زیلعیؒ کے بلاد قریبہ وبعیدہ میں فرق کرتے ہوئے ''اشبہ'' لکھ دینے کو زوردار الفاظ میں رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔'' اور متاخرین نے ہزار اضطراب واختلاف کے

بعدآخرعلامہ برجندی کی طرح لکھ دیا کہ بالجملہ ضبط آں برسبیل تحقیق معتبر ست بلکہ متعذر است اوریہیں سے ظاہر ہوا کہ ایک ماہ راہ پر اختلاف مطالع کو بحسب قواعد مبرہنہ علم ہئیت ماننا......اور ایک امام زیلعیؒ کے ''اشبہ'' لکھ دینے پر مولوی صاحب کا فرمانا کہ یہی مذہب محدثین حنفیہ کا ہے محض دعویٰ ہے۔ زیلعی صاحب مذہب نہیں نہ محدثین حنفیہ ان میں منحصر' ابوحنیفہ وابو یوسف ومحمد رحمہم اللہ کے برابر کون سے محدثین ہوں گے جن کا مذہب عدم اعتبار اختلاف مطالع ہے اور محدیثی اگر متقدمین ومتاخرین ہی سے خاص ہے تو بالغ مرتبہ اجتہاد امام ابن الھمامؒ کیا کم محدث ہیں جو فرما چکے ہیں کہ ظاہر الروایت ہی پر عمل احوط ہے......الخ (فتاویٰ رضویہ ص 628) ☆......بریلوی مکتبہ فکر کی معروف کتاب ''بہار شریعت'' میں حضرت علامہ امجد علی صاحب گلوبل اور لوکل مون سائیٹنگ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''مسئلہ: ایک جگہ چاند ہوا تو وہ صرف وہیں کے لئے نہیں بلکہ تمام جہاں کے لئے ہے مگر دوسری جگہ کے لئے اس کا حکم اس وقت ہے کہ ان کے نزدیک اس دن تاریخ میں چاند ہونا شرعی ثبوت سے ثابت ہو جائے یعنی دیکھنے کی گواہی یا قاضی کے حکم کی شہادت گزرے یا متعدد جماعتیں وہاں سے آکر خبر دیں کہ فلاں جگہ چاند ہوا اور وہاں کے لوگوں نے چاند یا عید کی ہے۔ (درمختار) (بہار شریعت ص 471)

☆......تبلیغی جماعت میں سند کہلانے والے مفتی اعظم فقیہہ الامت حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (صدر مفتی دارالعلوم دیوبند) اپنے معروف فتاویٰ محمودیہ میں ایک سوال کے جواب میں مطلع کے اختلاف میں عدم اعتبار کو آئمہ ثلاثہ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام احمد بن حنبلؒ کا متفق علیہ مذہب قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جس طرح نزدیک کی شہادت پر شرعی احکام نافذ ہوتے ہیں۔ اسی طرح دور کی شہادت پر بھی جاری ہوتے ہیں چنانچہ مشرق میں شرعی طریقہ پر رویت ہلال ثابت ہونے پر مغرب والوں پر بھی رمضان وعید لازم ہوگا اور صوموا الــــرویۃ الخ کی حدیث میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوری امت کو خطاب فرمایا ہے کہ امت میں بعض کی رویت پوری امت کے حق میں معتبر ہوگی۔ لہٰذا فقیہہ الامتؒ لکھتے ہیں: روزہ کا سبب رویت ہلال ہے یا شہود رمضان (اختلاف مطالع کی تفصیل)

سوال:۔ رویت ہلال رمضان میں سب کا اتفاق ہے اس پر کہ اختلاف مطالع سے حکم صوم مختلف ہوجاتا ہے۔ بعض نے حدیث حضرت کریبؓ کو دلیل بنایا اور بعض دوسری دلیل پیش کرتا ہے اور بعض اسی کو حق اور مطابق نص قرآنی بناتے ہیں کیونکہ قرآن شریف میں ہے۔ فمن شهد منكم الشهر فليصمه، اى رمضان الخ اور اس کا ترجمہ کرتا ہے کہ جو شخص ماہ رمضان پاوے یا داخل ہو اس پر روزہ واجب ہے اور یہی مذہب حق اور ٹھیک ہے اور امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں اگر مشرق والا ہلال رمضان کی خبر دے اہل مغرب کو تو اہل مغرب پر روزہ واجب ہوگا یا اس کا عکس یہ مذہب خلاف حدیث اور نص قرآنی معلوم ہوتا ہے کیونکہ کبھی یہ صورت واقع ہوگی ایک ملک میں آج شعبان ہے تو دوسرے ملک میں رمضان جیسے امریکہ میں رات اور یہاں دن بلکہ لندن اور ہندوستان میں بھی بہت فرق ہے کیونکہ معظم کا خبر انتقال یہاں ہندوستان کو دیا ہے ایک جگہ رات کے دس بجے ایک جگہ دن کے دس بجے اور بلغار کی خبر مشہور ہے اور فقہ کی کتاب میں ہے کہ اہل بلغار پر صلوٰۃ عشاء واجب نہیں ہے مغرب کے بعد فجر ہو جاتی ہے۔ الغرض جن پر ماہ رمضان حاضر ہوئے بغیر اس پر روزہ واجب کس طرح ہوتا ہے کیونکہ وجوب صوم کا سبب حاضر ماہ رمضان میں ہونا یا ماہ رمضان میں پانا ہے اور ہرگاہ مشرق میں رویت ہلال ہوا ہے۔ اہل مغرب حاضر ماہ رمضان نہیں ہے پھر وہاں کی خبر سے روزہ کس طرح واجب ہوگا۔ مثلاً اگر ایک ملک میں وقت ظہر ہوا ہے اور دوسرے ملک میں وقت فجر ہوا ہے اگر کوئی خبر ظہر کی وہاں سے لاوے تو اس وقت دور سے ملک کے باشندوں پر ظہر پڑھنا واجب ہوگا یا فجر پڑھنا واجب ہوگا اور دوسری بات یہ ہے کہ امام شعرانیؒ وغیرہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہؒ کے مسائل کے ماخذ قرآن اور حدیث اور قیاس اور اجماع ہے الغرض رویت ہلال کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کی کیا دلیل ہے کہ رویت ہلال کے مسئلہ میں مطابق شریعت غرا اور ملت بیضا ہے دلائل سے مزین فرمادیں۔ الجواب: حامداومصلیا۔ یہ کہنا کہ علماء مجتہدین سب کے سب رویت ہلال رمضان شریف کے بارے میں متفق ہیں کہ اختلاف مطالع سے حکم صوم مختلف ہوجاتا ہے ان کے مذہب سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ ان کے مذاہب کی تفصیل یہ ہے۔ نیل المآرب فقہ حنبلی میں لکھا ہے۔ ترجمہ: جب ایک شہر کے لوگ چاند دیکھ لیں یعنی رویت باقاعدہ ثابت ہوجائے تو تمام لوگوں پر روزہ لازم ہوجائے گا۔ اس لئے کہ نبی کریمؐ کا قول صوموا لرویۃ الخ کا خطاب پوری امت اسلامیہ کو ہے الخ۔ یہ تو حنابلہ کا مذہب ہوا۔ فقہ مالکیہ کی شرح کبیر للدردیر میں ہے۔ ترجمہ: روزے کا حکم عام ہوگا تمام ملکوں کو خواہ وہ قریب ہوں یا دور ہوں۔ الخ مالکیہ کا مسلک ہوا اور حنفیہ کا قول راجح معلوم ہی ہے پس معلوم ہوا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہ کرنے میں ائمہ ثلاثہ متفق ہیں۔ حنفیہ منفرد نہیں۔ شافعیہ البتہ اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے ہیں لیکن ان کے یہاں بھی یہ تفصیل ہے الخ تو درحقیقت ائمہ ثلاثہ ایک طرف ہیں اور شافعیہ ایک طرف۔ شیخ محمد بن عبدالرحمٰن دمشقی شافعیؒ ''رحمۃ الامۃ فی اختلاف الائمۃ'' میں لکھتے ہیں۔ ترجمہ:۔ اور تمام فقہا اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ جب ایک جگہ چاند دیکھ لیا جائے تو ساری دنیا کے مسلمان پر واجب ہوجاتا ہے۔ سوائے شوافع کے......الخیہاں تک تو مذاہب معلوم ہوئے۔ رہا دلائل کا قصہ سو مقلد عامی کو دلائل کی ضرورت نہیں نہ دلائل اس کے سمجھ میں آئیں گے اور نہ کچھ نفع ہوگا بلکہ عجب نہیں کہ قصور فہم اور عدم علم کی بنا پر کچھ الجھن پیدا ہو لہٰذا اس کے امام نے قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر جو مسائل استخراج کئے ہیں ان پر عمل کرلینا کافی ہے۔ البتہ اہل علم کو اگر تحقیق اور اضافہ معلومات کا شوق ہو تو ان کے لئے دلائل کا ذخیرہ کتب میں کافی موجود ہے۔ جن شافعیہ نے اختلاف مطالع کا اعتبار کیا ہے۔ انہوں نے آیت سے استدلال نہیں کیا بلکہ حدیث کریبؓ سے استدلال کیا ہے۔ میں اولاً آیت کا مطلب لکھتا ہوں اس کے بعد حدیث کے متعلق عرض کروں گا۔ اس میں شک نہیں کہ روزہ کی فرضیت موقوف ہے شہود شہر رمضان پر ''فمن شہد منکم الشہر فلیصمہ'' مگر حدیث شریف سے معلوم ہوتا ہے کہ رویت ہلال پر موقوف ہے۔ صوموا لرویۃ الحدیث۔ اس لئے جمع کی صورت یہ ہے کہ شہود شہر کو موقوف کیا جائے رویت ہلال پر۔ اب رویت ہلال کی دو صورتیں ہیں یا تو ہر شخص کے حق میں خود اسی کی رویت معتبر ہو کسی دوسرے کی رویت کافی نہ ہو۔ تب اندھے ضعیف البصر' مستورات جو کسی بلند مقام سے پہلی شب کو چاند نہ دیکھ سکیں۔ ابر وغبار ودخان والی جگہ کے رہنے والے یہ سب لوگ صوم سے مستثنٰی ہوجائیں گے۔ بعض کچھ وقت کے لئے بعض مدت العمر کے لئے۔ اس کا بطلان تو بدیہی اور مجمع علیہ ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ بعض کی رویت سب کے حق میں معتبر اور کافی ہوجائے (بشرطیکہ شرعی

طریق پر قابل قبول شہادت حاصل ہوجائے) یہی حق ہے۔ اب جس کو بھی رویت کا علم (شرعی شہادت سے) حاصل ہوگیا دیکھنے والے کی طرح اس کے حق میں بھی شہود شہر ہوگیا۔ یہ کہنا کہ مشرق کی رویت سے (باوجود شرعی شہادت پہنچنے کے) مغرب میں شہود شہر نہیں ہوا غلط ہے جس طرح نزدیک کی شہادت پر شرعی احکام نافذ ہوتے ہیں۔ اسی طرح دور کی شہادت پر بھی جاری ہوتے ہیں۔ دور و نزدیک کی تفریق حدود و قصاص (جن کو ادنی سے شبہ کی بنا پر ساقط کردینے کا حکم ہے) میں بھی نہیں۔ بلکہ شریعت میں اس کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ پس مذہب حنفیہ نص قطعی یا حدیث یا جماع یا قیاس سے بالکل خلاف نہیں بلکہ عین موافق ہے۔ تفسیر تبصیر الرحمٰن میں ہے......الخ' صاوی شرح جلالین میں ہے......الخ

اس مسئلہ میں غیر مقلدین کے امام علامہ شوکانیؒ بھی حنفیہ کے ساتھ ہیں وہ حدیث کریبؓ کا جواب دیتے ہیں۔ حدیث کریب جس کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے یہ ہے......الخ' علامہ شوکانیؒ نے لکھا ہے کہ......الخ معلوم ہوا کہ حدیث کریبؓ علامہ شوکانیؒ کے نزدیک بھی قابل استدلال نہیں اور حنفیہ جو جوابات دیتے ہیں ان کو نیز حنفیہ کے نقلی و عقلی استدلالات کو مفصلاً دیکھنا ہوتو اوجز المسالک شرح موطا امام مالکؒ جلد ثالث دیکھئے۔ اوقات صلوٰۃ اور بلغار کا تذکرہ سوال میں استطراداً آیا ہے اصل مقصود رویت ہلال رمضان کا ہے اور استدلال آیت فمن شہد منکم الشہر اور حدیث کریبؓ سے ہے پس نفس مسئلہ اور اس کا استدلال اچھی طرح واضح ہوگیا اور حدیث کریبؓ کا بھی بقدر ضرورت جواب دیدیا گیا۔ امور استطرادیہ کو بھی بالقصد اگر دریافت کرنا ہوتو تحریر کیجئے۔ فقط واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم حررہ العبد محمود گنگوہی عفا اللہ عنہ معین مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہنپور 19-12 ھ 58۔ الجواب صحیح' سعید احمد غفرلہ 22 ذی الحجہ 58ھ صحیح' عبداللطیف۔ (فتاویٰ محمودیہ ص 272 تا 288 ج 7) ☆......شیخ الاسلام حضرت مولانا مفتی تقی عثانی مدظلہ حدیث رویت ہلال کے تحت اختلافِ مطالع کی وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ اختلافِ مطالع کے معتبر نہ ماننے سے ایک ہی دن میں ساری دنیا میں روزہ اور عید ہوسکتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: ''لیکن اصل میں گڑبڑ یہ ہوتی ہے کہ لوگ اختلافِ مطالع کا مطلب ہی نہیں سمجھتے، جس کی وجہ سے خرابی پیدا ہوتی ہے اور اس کی وجہ سے بڑا اخلجان ہوا ہے۔'' اصل میں اختلافِ مطالع کا معتبر نہ ہونا ایک ایسی بدیہی سی حقیقت ہے کہ اس سے انکار کرنا مشکل ہے اور سمجھ لو کہ اختلافِ مطالع ہوتا کیسے ہے؟ اختلافِ مطالع سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جگہ اگر دور ہے تو مطلع مختلف ہوگا اور اگر قریب ہے تو مطلع متحد ہوگا حالانکہ حقیقت یہ نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کبھی چاند اُفق پر طلوع ہوتا ہے تو وہ اپنے دیکھنے والوں کے حساب سے زمین پر ایک قوس بناتا ہے جو شخص اس قوس کے اندر ہوگا وہ چاند دیکھ سکے گا اور جو قوس سے باہر ہوگا وہ چاند نہیں دیکھ سکے گا، مثال کے طور پر یہ سمجھ لو جیسے چاند طلوع ہوا اور یہ ڈیسک کی طرح جو رقبہ ہے وہ ہے قوس، جس میں کہ چاند دیکھا جاسکتا ہے تو ایک آدمی ڈیسک کے ایک کونے پر کھڑا ہے اور ایک آدمی ڈیسک کے دوسرے کونے پر کھڑا ہے اور دونوں کے درمیان ہزار ہا میل کا فاصلہ ہے مگر دونوں کے لئے مطلع متحد ہے۔ اس واسطے کہ دونوں قوس کے اندر ہیں اور چاند کو دیکھ رہے ہیں اور ایک آدمی یہاں اندر کھڑا ہے اور دوسرا باہر تو دونوں کے درمیان ہوسکتا ہے کہ ایک میل کا بھی فاصلہ نہ ہو لیکن مطلع مختلف ہو گیا۔ اس کی ایک حسی مثال لیجئے کہ دارالعلوم کے باہر ایک اونچی سی ٹنکی لگی ہوئی ہے تو اس کو دیکھتے چلے جائیں یہ دور تک نظر آئے گی اور نظر آتی رہے گی یہاں تک کہ ایک نقطہ ایسا آئے گا کہ نظر آنی بند ہوجائے گی، جہاں وہ آخری بار نظر آئی اور پھر دور قائد آباد (مشرق) کی طرف چلے جائیں تو یہاں بھی دور تک نظر آتی رہے گی اور جہاں آخری بار نظر آئے گی تو یہ دونوں کا مطلع ایک ہے جبکہ دونوں کے درمیان چار پانچ میل کا فاصلہ ہے لیکن جہاں آخری بار نظر آئی اور اس سے آگے جہاں نظر نہیں آرہی تو ان کے درمیان ہوسکتا ہے ایک ہی گز کا فاصلہ ہو لیکن دونوں کا مطلع مختلف ہے تو معلوم ہوا کہ مطلع کے اتحاد اور اختلاف کا تعلق فاصلے کی کمی اور زیادتی پر نہیں بلکہ نظر آنے کی صلاحیت پر ہے، پھر اگر یہ ہوتا کہ دائمی طور پر چاند ایک ہی قوس بناتا کہ جب بھی طلوع ہوتا تو ساری دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کردیتا اور ایک حصہ میں نظر آتا اور دوسرے حصے میں نظر نہیں آتا تو بھی معاملہ آسان تھا کہ حساب لگا کر دیکھ لیتے کہ قوس میں کون کون سا ملک آرہا ہے اور کون سا نہیں آرہا، جو آرہا ہے اس کو کہتے کہ اس کا مطلع متحد ہے اور جو نہیں آرہا اس کو کہتے کہ اس کا مطلع مختلف ہے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ ہر مرتبہ جب چاند طلوع ہوتا ہے تو وہ زمین پر نئی قوس بناتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جو ممالک یا جو علاقے پچھلے مہینے اس قوس میں داخل تھے تو ہوسکتا ہے کہ اس مہینے میں وہ سب خارج ہوگئے ہوں اور نئے علاقے قوس میں آگئے ہوں اور ہر ماہ اسی طرح یہ قوس بدلتی رہتی ہے، لہٰذا کوئی دائمی فارمولہ ایسا وضع نہیں کیا جاسکتا کہ یوں کہا جائے کہ کراچی اور حیدرآباد کا مطلع تو ایک ہے اور کراچی اور لاہور کا مختلف، بلکہ ہر مرتبہ نئی صورتحال پیدا ہوتی ہے، لہٰذا اختلاف مطالع کو اگر معتبر مانا جائے جیسا کہ آئمہ ثلاثہ فرماتے ہیں تو عین ممکن ہے کہ کورنگی میں چاند نظر آئے اور صدر میں نظر نہ آئے تو کہنا چاہئے کہ کورنگی اور صدر کا مطلع بھی مختلف ہے اور چونکہ مطلع مختلف ہے اس لئے اگر کورنگی میں چاند نظر آئے تو صدر والوں پر حجت نہ ہونا چاہئے اور صدر میں نظر آئے تو کورنگی والوں پر حجت نہ ہونا چاہئے اور اگر اختلاف مطالع کو بالمعنی الحقیقی معتبر مانا جائے تو ایک شہر میں بھی ایک آدمی کی رویت دوسرے کے لئے کافی نہ ہونی چاہئے لیکن یہ حضور اقدس ﷺ کے عمل اور ہدایات کے خلاف ہے۔

چنانچہ سنن ابی داؤد میں واقعہ مذکور ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مدینہ منورہ میں چاند دیکھا تو نظر نہیں آیا تو آپ ﷺ نے اعلان فرمادیا کہ آج چاند نظر نہیں آیا، اگلے دن عصر کے بعد ایک قافلہ آیا اور اس نے کہا کہ ہم نے کل شام مغرب کے وقت چاند دیکھا تھا تو چوبیس گھنٹے بعد آکر انہوں نے شہادت دی تو چوبیس گھنٹے تک چاند دیکھنے کے بعد وہ سفر میں رہے تو یہ تقریباً ایک مرحلہ کا سفر ہوگا اور ایک مرحلہ تقریباً سولہ سے بیس میل تک کا فاصلہ ہوتا ہے تو وہاں کی رویت کو حضور اکرم ﷺ نے اہل مدینہ کے لئے حجت قرار دیا، اگر اختلاف مطالع معتبر ہوتا تو حضور اکرم ﷺ ان کی رویت کو اہل مدینہ کے لئے حجت قرار نہ دیتے، تو معلوم ہوا کہ اختلافِ مطالع کا عدم اعتبار (گلوبل مون سائیٹنگ، احقر) ہی صحیح مسلک ہے جو حنفیہ نے اختیار کیا اور جو ان کی ظاہر الروایۃ ہے۔ متاخرین حنفیہ نے بلادِ نائیہ اور بلادِ قریبہ کا جو فرق کیا ہے، یہ اختلافِ مطالع کی حقیقت کے خلاف ہے اس لئے کہ بلادِ نائیہ اور قریبہ سے کوئی فرق نہیں پڑتا، لہٰذا حنفیہ کی ظاہر الروایۃ یہی ہے کہ ساری دنیا میں کسی ایک جگہ بھی چاند نظر آجائے تو دوسرے اہل دنیا کے لئے وہ حجت ہوسکتا ہے بشرطیکہ اس کا ثبوت دوسری جگہ شرعی طریقہ سے ہوجائے، اور اگر اس اصول پر آج تمام ممالک متفق ہوجائیں تو پھر مہینہ کے اٹھائیس یا اکتیس دن کے ہونے کا سوال بھی باقی نہ رہے اور مختلف

ملکوں میں انتشار بھی ختم ہوجائے۔

ثبوت کا صحیح طریقہ: ایک تو یہ ہے کہ شہادت ہو، آدمی آ کر چاند دیکھنے کی شہادت دیں اور آج کل یہ مشکل نہیں رہا، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہاں کا آدمی دیکھ کر گیا اور جا کر امریکہ میں شہادت دے دی، اس واسطے کہ یہاں اور امریکہ میں دس گھنٹے کا فرق ہے اور امریکہ کے بعض علاقوں میں بارہ تیرہ گھنٹے کا فرق ہے تو شہادت کی بنیاد پر رویت ہلال کا ثبوت ہوسکتا ہے۔ دوسرا طریقہ شہادت نہ ہو تو شہادت علی الشہادۃ سے بھی رویت ہلال کا ثبوت ہوسکتا ہے۔ تیسرا طریقہ یہ کہ شہادت علی القضاء ہو کہ ایک قاضی نے ایک جگہ ثبوت ہلال کا فیصلہ کردیا، اب کوئی شخص اس بات کی شہادت دے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ فلاں جگہ پر قاضی نے یہ فیصلہ کردیا ہے۔ چوتھی چیز استفاضۂ خبر ہے تو اس سے بھی رویت ہلال کا ثبوت ہوجاتا ہے، اور یہ سب عید کے چاند کی بات ہے، البتہ رمضان کے لئے تو ایک آدمی کی خبر بھی کافی ہے۔ لیکن عید میں استفاضۂ خبر بھی شہادت کے قائم مقام ہوتا ہے۔ استفاضۂ خبر کا مطلب یہ ہے کہ بہت سارے لوگوں کی خبریں آ گئیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم نے چاند دیکھا ہے اور اتنے لوگوں کی خبریں آ گئیں کہ ان کے اوپر اطمینان ہوگیا کہ ہاں یہ صحیح بات کہہ رہے ہیں تو اس صورت میں استفاضۂ خبر سے بھی چاند کا ثبوت ہوجاتا ہے۔ اس ساری تشریح سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر سارے مسلمان چاہیں تو ساری دنیا میں ایک دن روزہ اور ایک دن عید ہوسکتی ہے، کیونکہ ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے کافی ہے اور آج کل کے ذرائع مواصلات میں یہ بات کوئی مشکل نہیں رہی کہ استفاضۂ خبر کے ذریعے ثبوت دوسری جگہ فراہم کردیا جائے، ٹیلی فون کا معاملہ یہی ہے، ٹیلی فون پر گواہی تو نہیں ہوتی لیکن اگر ٹیلی فون مختلف اطراف سے اتنی تعداد میں آ جائیں جو اطمینان پیدا کردیں تو وہ استفاضۂ خبر کے حکم میں آ جاتا ہے اور استفاضۂ خبر کے ذریعے دنیا کے ایک حصے سے دوسرے حصے پر خبر پہنچائی جاسکتی ہے تو ایک ہی دن میں ساری دنیا میں روزہ اور عید ہوسکتے ہیں، لیکن ہوتا کیوں نہیں؟

(انعام الباری شرح صحیح بخاری ص489، ج5، افادات: شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی مدظلہ)

☆......امام الہند عالم ربانی جامع المنقول والمعقول حضرت مولانا عبدالحئی لکھنوی (قدس سرہ) اپنے نابغۂ روزگار فتاویٰ بنام ''مجموعۃ الفتاویٰ'' میں ایک سوال کے جواب میں گلوبل مون سائیٹنگ کو معتبر قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

سوال: ایک جگہ کی رویت دوسری جگہ کے لئے مفید ہوتی ہے یا اختلافِ مطالع کا اعتبار کیا جاتا ہے؟

جواب: اختلافِ مطالع کا اعتبار نہیں کیا جاتا۔ درمختار میں ہے (ترجمہ: ظاہر الروایت کے اعتبار سے اختلاف مطالع غیر معتبر ہے اور اسی جانب اکثر مشائخ گئے اور اسی پر فتویٰ ہے۔ اور مجمع البرکات میں ہے (ترجمہ: اگر ایک شہر والوں نے تیس روزے رکھے اور دوسرے شہر والوں نے انتیس تو جنہوں نے تیس روزے رکھے ہیں ان پر ایک یوم کی قضا واجب ہے۔) اور درمختار میں ہے (ترجمہ: اگر دوسرے شہر کی خبر آ گئی تو برمذہب صحیح اُن پر بھی اسکے موافق عمل کرنا لازم ہے)۔ در جامع الرموز میں ہے (ترجمہ: ایک شہر کی رویت سے دوسرے شہر پر حکم نہیں دیا جاسکتا) اور امام محمدؒ سے منقول ہے کہ حکم لازمی ہے اور صحیح یہ ہے کہ لازمی ہے جب دوسرے شہر سے خبر آ جائے''۔ (مجموعۃ الفتاویٰ ص358 ج اول) ☆...... یہاں تک کہ حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ اپنی معروف عام تالیف بہشتی زیور میں گلوبل مون سائٹنگ کے حق میں مسئلہ لکھتے ہیں:

''مسئلہ 1: ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتیٰ کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اسکی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔'' (بہشتی زیور گیارہواں حصہ ص 104 منتخبہ حصہ سوم) (بحوالہ بحرالرائق ص270 ج2 وفتاویٰ عالمگیری ص97 ج1) ☆...... نیز مفتی سید عبدالرحیم لاجپوریؒ (راندیر گجرات انڈیا) اپنے فتاویٰ رحیمیہ میں ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہوئے گلوبل مون سائٹنگ کے حق میں لکھتے ہیں:

اختلاف مطالع

ظاہر روایت یہ ہے کہ اختلاف مطالع معتبر نہیں ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے......الخ (ص211 ج1) فتح القدیر میں ہے......الخ (ص313 ج2) علم الفقہ میں ہے: ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فاصلہ کیوں نہ ہو، حتیٰ کہ اگر ابتداء مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اس کی خبر معتبر طریقہ سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا (درمختار ردالمختار وغیرہ) (علم الفقہ حصہ 3 ص17، 18) مفتی اعظم ہند مولانا مفتی محمد کفایت اللہ رحمتہ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

سوال: اگر کسی دور کے شہر سے چاند دیکھنے کی خبر آئے تو معتبر ہوگی یا نہیں؟

جواب: چاہے کتنی ہی دور سے خبر آئے معتبر ہے مثلاً برہما والوں نے چاند نہیں دیکھا، اور کسی بمبئی کے شخص نے ان کے سامنے چاند دیکھنے کی گواہی دی تو ان پر ایک روزہ کی قضا لازم ہوگی ہاں یہ شرط ہے کہ خبر ایسے طریقہ سے آئے جس کا شریعت میں اعتبار ہے تار کی خبر معتبر نہیں (تعلیم الاسلام ص56 حصہ چہارم) حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''انبیاء کی شان ہی تیسیر تسہیل ہے ان کے کلام میں کسور کا نہ ہونا اولیٰ ہے اسی لئے امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اختلاف مطالع کو غیر معتبر قرار دیا ہے کہ اگر مکہ یا مدینہ سے شرعی ثبوت کے ساتھ خبر آ جائے کہ وہاں یہاں سے پہلے چاند ہوا ہے تو ہندوستان والوں پر اس خبر کی وجہ سے ایک روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ الی قولہ۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس کا (یعنی اختلاف مطالع کا) اعتبار نہیں کیا، اور ان کا قول عقل ونقل دونوں کے مطابق ہے نقل کے مطابق ہے تو اس لئے کہ حدیث سے معلوم ہو چکا ہے کہ جس سے معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کا مدار ایسے دقیق قواعد حساب وہیئت پر نہیں جس میں مہارت فن کی ضرورت ہو، تو چاہئے کہ اس قسم کے دقائق ریاضیہ جن کی اطلاع ہر شخص کو آسانی سے نہیں ہوسکتی شریعت میں معتبر نہ ہوں۔ اور عقل کے مطابق اس لئے کہ احکام شرعیہ تمام عالم کے لئے عام ہیں جس میں عالم وجاہل، فلسفی وغبی، محاسب وغیر محاسب سب قسم کے آدمی ہیں تو احکام شرعیہ میں ایسی بات نہ ہونی چاہئے جو صرف فلسفی ومحاسب ہی معلوم کرسکے اور ظاہر ہے

کہ اختلاف مطالع ایک خاص مقدار مسافت پر ہوتا ہے، یہ نہیں کہ یہاں سے دہلی تک اختلاف مطالع ہو جائے بلکہ اس کے لئے ایک خاص مقدار معین ہے جس کو اہل حساب ہی جانتے ہیں اور رویت وشہادت ایسی چیزیں ہیں جن کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے، پس ہلال (چاند) کا مدار رویت شہادت ہی پر ہونا چاہئے نہ کہ اختلاف مطالع پر، پس امام ابوحنیفہ کا قول اصولِ شریعت کے بھی زیادہ موافق ہے اور اصول عقل کے بھی۔ (وعظ العشر 877) قارئین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فتاویٰ رحیمیہ کے اس اقتباس میں گلوبل مون سائٹنگ کی تائید کے ساتھ ساتھ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ کا یہ ارشاد انتہائی غور طلب ہے کہ ”اگر مکہ یا مدینہ سے شرعی ثبوت کے ساتھ خبر آ جائے کہ وہاں یہاں سے پہلے چاند ہوا ہے تو ہندوستان والوں پر اس خبر کی وجہ سے ایک روزہ رکھنا فرض ہوگا۔ الی قولہ۔ امام ابوحنیفہؒ نے اس کا (یعنی اختلاف مطالع کا) اعتبار نہیں کیا، اور ان کا قول عقل ونقل دونوں کے مطابق ہے ارشاد“۔

جہاں تک لوکل مون سائٹنگ کا تعلق ہے تو یہ حضرات لکل بلد رویۃ، کے تحت اس بات کے قائل ہیں کہ اگر ایک جگہ چاند نظر آ گیا اور دوسری جگہ نظر نہ آیا تو اس دوسری جگہ لوگوں پر رمضان کا چاند ہونے کی صورت میں روزہ رکھنا اور عید کا چاند ہونے کی صورت میں عید منانا ضروری نہیں بلکہ ہر ایک جگہ کے لوگ اپنی اپنی رویت کے مطابق فیصلے کے پابند ہیں۔ جیسا کہ پہلے پڑھ چکے ہیں کہ یہ مسلک بعض شوافع کا ہے۔ جو اختلافِ مطالع کو مطلقاً معتبر مانتے ہیں جبکہ دیگر آئمہ ثلٰثہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالک اور امام احمد بن حنبلؒ اختلافِ مطالع کو مطلقاً معتبر نہیں مانتے اور اس بات کے قائل ہیں کہ صحاح ستہ کی رویت ہلال پر مبنی تقریباً انتیس صحیح احادیث محض گلوبل مون سائٹنگ کا حکم دے رہی ہیں اور ان کی عمومیت میں پوری امت کو خطاب ہے تا کہ وحدتِ امت برقرار رہتے ہوئے ایک ہی دن میں رمضان کا آغاز کرے اور ایک ہی دن میں عید وقربانی کی خوشیاں منائیں اور عجیب بات ہے کہ لوکل مون سائٹنگ کی تائید میں سوائے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کے اثر کے ایک بھی حدیث ان 29 احادیث میں سے نہیں ہے بلکہ ابن عباسؓ کے اثر کی فقہائے حنفیہ نے مختلف توجیہات اور جوابات دیکر ثابت کر دیا ہے کہ ابن عباسؓ کا یہ اثر بھی گلوبل مون سائٹنگ کے مؤقف کے ہرگز خلاف ومنافی نہیں۔ بہر کیف ابن عباسؓ کا اثر ملاحظہ ہو جو لوکل مون سائٹنگ کی دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے: ”کریب سے مروی ہے کہ ام فضل نے مجھے حضرت امیر معاویہؓ کے پاس ملک شام کسی کام کیلئے بھیجا تو میں ملک شام آیا اور ان کی ضرورت پوری کی، رمضان کا چاند جب دیکھا گیا تو میں وہیں تھا، ہم نے جمعہ کی رات کو چاند دیکھا پھر ختم ماہ پر مدینہ آیا اور ابن عباسؓ سے رویت ہلال کا ذکر کیا۔ انہوں نے پوچھا وہاں چاند کب دیکھا گیا؟ میں نے کہا جمعہ کی رات کو، انہوں نے پوچھا کیا تم نے دیکھا تھا؟ میں نے کہا ہاں! میں نے دیکھا اور سب لوگوں نے دیکھا اور سب نے روزہ رکھا اور حضرت امیر معاویہؓ نے بھی رکھا تب انہوں نے کہا کہ ہم نے تو ہفتہ کی رات کو دیکھا اور ہم یونہی روزے رکھتے رہیں گے یہاں تک کہ تیس دن پورے ہو جائیں یا ہم عید کا چاند دیکھ لیں۔ میں نے کہا کیا حضرت امیر معاویہؓ کی رویت کافی نہیں؟ انہوں نے کہا نہیں! ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی حکم دیا ہے“۔ قارئین! ابن عباسؓ کا یہ مذکورہ بالا اثر ہے جسکو بعض شوافع اختلافِ مطالع کے معتبر ہونے پر پیش کرتے ہیں اور لوکل مون سائٹنگ کے قائل حضرات اسی اثر سے استدلال کرتے ہیں کہ دیکھئے ابن عباسؓ نے مدینہ میں رہتے ہوئے حضرت امیر معاویہؓ کی ملک شام میں رویت کو قبول نہیں کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر جگہ کی اپنی رویت کا اعتبار ہے۔ لیکن جیسا کہ ہم تفصیل سے گفتگو کرتے آئے ہیں کہ ابن عباسؓ کا یہ اثر گلوبل مون سائٹنگ کے ہرگز منافی نہیں کیونکہ اس میں بہت سے احتمالات وتوجیہات ہیں اور اس کا تفصیلی جواب مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور مفتی محمود الحسنؒ کے فتاویٰ کے تحت گزر چکا ہے نیز خود ابن عباسؓ سے صحاح ستہ میں ثبوتِ رویت ہلال کے حوالے سے چھ احادیث مروی ہیں جو اپنی عمومیت کی بناء پر گلوبل مون سائٹنگ کی ہدایت دے رہی ہیں، اس کا یقیناً یہ مطلب ہے کہ ابن عباسؓ کے اثر کا وہی جواب اور توجیہ درست ہے جو فقہائے احناف نے پیش کی اور اسکو گلوبل مون سائٹنگ کے ہرگز خلاف قرار نہیں دیا۔ دراصل ثبوتِ رویت ہلال کے حوالے سے صحاح ستہ میں کل تقریباً انتیس (29) احادیث مبارکہ مروی ہیں جن میں (i) حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے 9 احادیث، (ii) حضرت ابو ہریرہؓ سے 9 احادیث، (iii) حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے 6 احادیث۔ (iv) حضرت عائشہؓ سے ایک حدیث، (v) حضرت حذیفہ بن یمانؓ سے 2 احادیث (vi) حضرت ربعی بن عامرؓ سے ایک حدیث، (vii) اور حضرت عبدالرحمان بن زیدؓ سے ایک حدیث شریف مروی ہے۔ جن میں سے 3 احادیث امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں۔ 7 احادیث امام مسلمؒ نے صحیح مسلم میں۔ 4 حدیثیں امام ابوداؤد نے سنن ابی داؤد میں۔ 2 حدیثیں امام ترمذی نے سنن ترمذی میں۔ 13 احادیث امام نسائیؒ نے سنن نسائی میں اور 2 حدیثیں امام ابن ماجہ نے سنن ابن ماجہ میں نقل کی ہیں۔ اور فقہائے احناف کے ہاں یہ سب کی سب گلوبل مون سائٹنگ پر مبنی ہیں تا کہ وحدتِ امت قائم رہے اور یہی رسول اکرمؐ کا منشاء ہے۔ ابتک کی گفتگو کا خلاصہ یہ ہے کہ رمضان وعید کے چاند کے حوالے سے تین مؤقف سامنے آئے ہیں۔ (1) فلکی حسابات، (2) لوکل مون سائٹنگ، (3) گلوبل مون سائٹنگ۔ فلکی حسابات کو قرآن وسنت کی رو سے فقہائے اسلام نے یکسر مسترد کر دیا تھا اور لوکل مون سائٹنگ کا موقف سوائے شوافع اور بعض متاخرین حنفیہ کے کسی کا نہیں اور ان کے پاس دلیل کے طور پر ابن عباسؓ کے اثر کے علاوہ قرآن وحدیث میں کوئی دلیل نہیں جبکہ گلوبل مون سائٹنگ اکثر فقہائے اسلام خصوصاً آئمہ اربعہ میں سے تین بڑے آئمہ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ بلکہ بعض شوافع اور اکثر متاخرین حنفیہ کا مذہب ہے اور صحاح ستہ کی انتیس (29) احادیث گلوبل مون سائٹنگ پر کھلی دلیل ہیں تا کہ وحدت امت کے نتیجے میں پوری دنیا میں ایک دن رمضان کا آغاز ہو اور ایک ہی دن ساری امت عید وبقرعید کی خوشیاں منائے لیکن افسوس اتنی بڑی کھلی حقیقت سے خواہ مخواہ انحراف کر کے لوکل مون سائٹنگ میں تشدد اختیار کیا جاتا ہے اور امت کو انتشار وافتراق میں جھونک دیا گیا ہے جبکہ فقہائے اسلام کا یہ فیصلہ ہے کہ اگر امت میں وحدت و اتحاد پیدا کرنے اور اسکو اجتہادی مسائل میں اختلاف وانتشار سے بچانے کے لئے اگر کسی مرجوح قول کو اختیار کرنا پڑے تو وحدت امت کی خاطر قول مرجوح پر عمل کیا جائے گا اور یہاں حالانکہ زیر بحث مسئلہ میں تو گلوبل مون سائٹنگ راجح قول ہے جس پر اکثر فقہائے اسلام قائم ہیں، اسکو پس پشت ڈالنا انتہائی تعجب انگیز ہے! فیا للعجب!

لمحہ فکریہ:

اب رہا یہ سوال کہ اگر شریعت وسنت کا تقاضا گلوبل مون سائٹنگ ہے اور مکہ مکرمہ اسکے لئے بہترین معیار ہے تو اس پر عمل کیوں نہیں ہوتا کہ پوری امت ''اللہ کے گھر'' کو مرکز مان کر اسکی رویت کے مطابق عبادت وعید کرے تا کہ وحدت امت پیدا ہو؟ دراصل اس حقیقت کو سمجھنے سے قبل ایک اصولی مسئلہ سمجھیں جس میں فقہاء کا اختلاف ہوا ہے اور وہ یہ ہے کہ ''اگر رویت ہلال کی شہادت ایسے وقت میں آجائے جس میں فلکی حسابات کی رو سے دنیا میں کہیں بھی چاند نظر آنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں آیا شہادت پر عمل ہوگا یا فلکی حسابات کا اعتبار کیا جائیگا؟'' اس سلسلہ میں فقہائے اسلام کے دو مؤقف مشہور ہیں:

(1) جمہور فقہائے اکرام کا (2) علامہ سبکیؒ شافعیؒ اور ابن مقاتل حنفیؒ کا۔

جمہور فقہائے اکرام کا مؤقف: فقہائے اسلام کی اکثریت اور خصوصاً آئمہ اربعہ امام اعظم ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ اس پر متفق ہیں کہ رویت ہلال کے ثبوت یا نفی میں فلکی حسابات کا قطعاً کوئی اعتبار نہیں کیونکہ فلکی حسابات اس سلسلہ میں کوئی شرعی حیثیت نہیں رکھتا اور نہ اسکو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی شرعی سند قرار دیا ہے بلکہ چاند کے حوالے سے شرعی ذرائع صرف تین چیزیں ہیں:

(1) رویت عامہ (2) شرعی شہادت (3) حالیہ مہینے کے تیس دن پورے کرنا جمہور فقہائے اکرامؒ ان تمام احادیث مبارکہ سے استدلال کرتے ہیں جن میں رمضان وعید کے چاند کو رویت یا اکمال ثلثین (تیس دن پورے کرنا) کے ساتھ مشروط کیا ہے مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

صوموا الرؤیۃ وافطروا الرویۃ: (صحیح بخاری ص256 ج1)

یہ حدیث مختلف الفاظ کے اضافے کے ساتھ صحاح ستہ کی دیگر کتب میں بھی موجود ہے جیسا کہ احقر نے عرض کیا ہے کہ تقریباً 29 احادیث صحاح ستہ میں آئی ہیں جن میں رویت نہ ہونے کی صورت میں حالیہ مہینے کے تیس دن پورے کرنے کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا ہے نیز ان حضرات نے درج ذیل صحیح حدیث سے بھی فلکی حسابات کے شرعی اعتبار کی مطلقاً نفی کی ہے: (ترجمہ) ہم ان پڑھ امت ہیں نہ لکھنا جانتے ہیں اور نہ حساب کتاب۔ (بخاری ص 256 ج 1) چنانچہ مذاہب اربعہ کے فقہائے اکرامؒ کی عبارات سے یہ بات بالکل واضح ہوجاتی ہے کہ جمہور فقہا اسلامؒ رمضان وعید کے چاند میں فلکی حسابات کا قطعاً اعتبار نہیں کرتے نہ نفی میں اور نہ ثبوت میں بلکہ سخت الفاظ میں فلکی حسابات کے اعتبار کو مسترد کرتے ہیں۔ عبارات سے درج ذیل نتائج سامنے آتے ہیں:

(1) چاند کے مسئلہ میں فلکی حسابات کو شریعت نے بالکل غیر معتبر قرار دیا ہے۔ (فتاویٰ شامی ص 354/355 ج 3)(2) چاند کے مسئلہ میں ماہرین فلکیات کا قول بالاجماع ناقابل اعتبار ہے کما فی المعراج (ردالمختار شامی ص354/355 ج3، فقہ حنفی)(3) فلکی حسابات کے اعتبار کا قول شاذ ہے (مواہب الجلیل ص 387 ج 2، فقہ مالکی)(4) شریعت نے رویت، شہادت اور اکمالِ ثلثین کو شرعی مدار قرار دیا ہے لہٰذا اپنی طرف سے اس پر فلکی حسابات کا اضافہ ہرگز جائز نہیں۔ (مواہب الجلیل ص 388 ج 2، فقہ مالکی)(5) حنبلی آئمہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ فلکی حسابات کا اعتبار کر کے اگر کسی نے روزہ رکھا اور وہ حساب درست بھی ہو تب بھی اس کا روزہ صحیح نہیں ہوگا۔ (کتاب الفروع ص 11 ج 3، فقہ حنبلی)(6) فلکی حسابات خواہ زیادہ تر درست بھی ہوں تب بھی اس کا اعتبار نہیں ہوگا کیونکہ یہ کوئی شرعی سند نہیں ہے۔ (کتاب الفروع ص 11 ج 3، فقہ حنبلی)(7) امام مالکؒ نے تو یہاں تک فرمایا کہ اگر کوئی امام فلکی حسابات کے مطابق روزہ رکھے تو اسکی اقتداء نہ کی جائے۔ (عارضہ الاحوذی ص 211 ج 3، فقہ مالکی)(8) جس نے ماہرین فلکیات کے قول کا اعتبار کیا اس نے شریعت کے خلاف کیا۔ (بحر الرائق ص 264 ج 2، فقہ حنفی)(9) علامہ ابن حجر عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ فلکی حسابات کا اعتبار نہ کرنا ہمیشہ کا حکم ہے خواہ ماہرین فلکیات موجود ہوں۔ (فتح الباری) ص 127 ج 4، فقہ شافعی)(10) فلکی حسابات پر اعتماد کرنے کو ابن حجر عسقلانیؒ نے شیعہ روافض کا قول قرار دیا ہے اور ابن بزیزہؒ نے اسکو باطل مذہب کہا ہے (فتح الباری ص 127 ج 4، فقہ شافعی)(11) علامہ ابن تیمیہؒ نے فلکی حسابات کا اعتبار کرنے والوں کو اس حکم رویت میں امت سے خارج قرار دیکر ''غیر سبیل المؤمنین'' میں داخل فرمایا ہے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ ص165 ج25، فقہ حنبلیؒ)

(نوٹ) اس میں شک نہیں کہ ام القریٰ مکہ مکرمہ نے تجارتی اور انتظامی مقاصد کیلئے اگلے چند سالوں کا قمری کیلنڈر تیار کیا جاتا ہے مگر اس کیلنڈر کا عبادات کے تعین میں قطعاً کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ رمضان وعید اور حج وغیرہ عبادات کیلئے ان تاریخوں میں باقاعدہ چاند کی روئت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اسی روئت و شہادت کی بنیاد پر اعلان کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ چاند کی روئت قمری کیلنڈر کیخلاف ہوئی تو اس روئت کے مطابق حج میں یوم عرفہ کی تاریخ کو بدلنے کا اعلان خادم الحرمین شاہ فہدؒ کی جانب سے ہوا جو اس بات پر بین ثبوت ہے کہ ان عبادات میں خاص طور پر شرعی روئت کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثانی، شیخ الاسلام مولانا تقی عثانی اور فقیہہ الامت مولانا مفتی محمود الحسنؒ گنگوہی اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اب قارئین ہی فیصلہ کریں کہ اس بارے میں ہم ان پیشوان امت کی علم وتحقیق پر اعتماد کر کے مکہ مکرمہ کی روئت کو شرعی مانیں یا عوام کے کمزور اور بودے پروپیگنڈے پر کان دھریں جہاں اٹکل پچو کے سوا کچھ بھی نہیں!!

قارئین! آپ نے عبارات فقہیہ کا خلاصہ ملاحظہ کیا کہ اختلاف کی صورت میں فلکی حسابات کا مطلقاً اعتبار نہیں اس لئے کہ فلکی حسابات شرعی سند نہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کے نتائج بھی محض ظنی ہوتے ہیں اگرچہ فلکی حسابات کے نفسِ قواعد تو قطعی اور یقینی ہیں مگر ان سے اخذ کردہ نتائج بلاشبہ ظنی ہوتے ہیں جبکہ اس کے مقابلے میں شہادت شرعیہ بھی ظن وتخمین کا فائدہ دیتی ہے تو اب رہا یہ سوال کہ دلیل عقلی بھی ظنی ہو اور دلیل نقلی شرعی بھی ظنی ہو تو ترجیح کس دلیل کو حاصل ہوگی؟ اس سلسلے میں حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ اصول یہ ہے کہ جب دلیل نقلی بھی ظنی ہو اور دلیل عقلی بھی ظنی ہو تو ترجیح دلیل نقلی کو ہوگی چنانچہ زیر بحث مسئلہ میں جب فلکی حسابات اور شہادت شرعی میں تعارض و تضاد ہوا تو قواعد شرعیہ کے رو سے شہادت شرعی کو ترجیح ہوگی اور اسی کی بنیاد پر چاند کا فیصلہ کیا جائیگا اور یہی جمہور فقہائے اسلام کا مذہب ہے۔ (الانتباہات المفیدہ ص از حکیم الامت تھانویؒ) اب رہی یہ بات کہ فلکی حسابات کے ذریعہ اخذ کردہ نتائج ہمیشہ اور ہر حال میں قطعی اور یقینی نہیں ہوتے بلکہ ان نتائج کے اخذ میں بلاشبہ غلطی ہوسکتی ہے بلکہ ہوئی بھی ہے اسکو ثابت کرنے کے لئے مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا

مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اپنے رسالے ''رویت ہلال'' میں انتہائی نفیس گفتگو کی ہے، اہل علم حضرات وہاں ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ (رویت ہلال ص 36) چنانچہ مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ میں اسی شرعی اصول کے مطابق رمضان وعیدین کے چاند کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور کسی قسم کے فلکی حسابات کا ہرگز اعتبار نہیں کیا جاتا نہ ثبوت ہلال میں اور نہ نفی میں۔ اور یہی آئمہ اربعہ کا متفق علیہ مذہب بھی ہے اور خود احادیث طیبہ کا منشاء بھی، جسکا بہترین ثمرہ وحدتِ امت بھی ہے کہ اہل اسلام اپنی عبادتوں اور مسرتوں کو پوری دنیا میں ایک ہی دن اور تاریخ میں آغاز بھی کریں اور اختتام بھی۔ ورنہ آج ہر شخص مشاہدہ کرتا ہے کہ اس اتفاقی شرعی اصول کو چھوڑ کر امت دنیا بھر میں اپنی عبادت اور مسرت کے مواقع میں بھی کس قدر انتشار واختلاف کا شکار ہے۔ نہ روزوں کے آغاز واختتام میں اتفاق۔ نہ لیلۃ القدر کی راتوں میں اتحاد۔ نہ اعتکاف کے تعین کی خبر اور نہ عید وبقرعید کی خوشیوں میں اجتماعی مسرت کا اظہار۔ کوئی روزے سے ہے اور کوئی عید منا رہا ہے جبکہ عید کے دن روزہ کس قدر سنگین گناہ ہے بلکہ شیطان کا بھائی بنا دیتا ہے۔ کوئی عید منانے عید گاہ کی جانب رواں دواں ہے اور کوئی مسجد میں اعتکاف کئے بیٹھا ہے۔ کوئی لیلۃ القدر کی فضیلت حاصل کرنے مصلی پر کھڑا ہے اور کوئی لمبی تان کر کل کی امید پر سو رہا ہے اور کوئی اسی وسوسے میں پڑا ہے کہ طاق رات آج ہے یا کل؟ یا دونوں؟ یا کوئی بھی نہیں؟ ارے اس جھگڑے میں کس کی سنیں؟ چلو سو رہو کیوں اپنے آپ کو بے آرام کریں!! وساوس وانتشار کی ایک لمبی فہرست ہے جسکا مشاہدہ ہر مسلمان بخوبی کرتا ہے۔

دردمندانہ اپیل: مجھ احقر کی دردمندانہ اپیل پوری امت سے یہی ہے کہ خدارا! شریعت وسنت کے اتفاقی اصول پر جمع ہو جائیں اور اپنے نبی محترم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے منشا وحدتِ امت کو سمجھیں اور فقہائے اسلام خصوصاً آئمہ اربعہؒ کی عالمگیر بصیرت کو سرمۂ چشم بنائیں اور بیت اللہ اور مسجد رسول اللہ کے منبر ومحراب سے بلند ہونے والے رمضان وعید کے اعلان کو اختلاف کی اس دنیا میں مشعل راہ بنا کر رمضان کی عبادتوں میں، عید کی مسرتوں میں اور بقرعید کی عظمتوں میں حبیبِ کبریاؐ کی اس بکھری امت کو ایک لڑی میں پرو دیں تو واعتصموا بحبل اللہ (اور تم اللہ کی رسی کو ملکر مضبوط پکڑ رکھو!) اور ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ريحكم (اور تم آپس میں نزاع نہ کرو ورنہ تم پھسل جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائیگی!) کا اعلان بھی پورا ہوگا اور وانتم الأعلون إن كنتم مؤمنين (اور تم ہی بلند رہو گے بشرطیکہ تم سچے مومن بنکر رہو!) کا انعام بھی قدم چومے گا اور اس امت کی آنیوالی نسلیں بھی دعا گو ہونگی اور موجودہ نسلیں عبادت ومسرت میں اتحاد ویکجہتی کی علامت بنکر ایک صف میں کھڑی ہونگی بس یہی اس امت کی کامیابی اور فلاح کا زیور ہے۔

مغالطے کا ازالہ: آخر میں سعودی عرب کی رویت کے بارے میں مغالطے کا ازالہ کرتا جاؤں وہ یہ کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ سعودی عرب میں شرعی رویت نہیں کی جاتی بلکہ حسابی فارمولے سے اگلے چند سالوں کا کیلنڈر تیار کر لیا جاتا ہے اور اسی کے مطابق رمضان وعید کا اعلان کر دیا جاتا ہے! یہ سراسر مغالطہ ہے ایسا ہرگز نہیں بلکہ سعودی عرب کا اعلان عین شرعی رویت کے مطابق ہوتا ہے اور حسابی کیلنڈر کا اس میں ہرگز کوئی دخل نہیں۔ ☆...... چنانچہ شیخ الاسلام مولانا مفتی تقی عثمانی (دامت برکاتہم) اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''سعودی عرب اور مصر کے بارے میں ہم کو تحقیق سے معلوم ہے کہ وہاں حسابات پر مدار نہیں بلکہ ہلال کی رویت پر ہے اور یہی طریقہ شرعاً درست ہے، حسابات کی بناء پر قمری مہینوں کا تعین شرعاً درست نہیں، اسکی تفصیل مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ کے رسالہ ''رویت ہلال'' میں درج ہے۔ اسے ملاحظہ فرمایا جائے۔''

(واللہ سبحانہ اعلم 1399/10/1ھ) (فتویٰ نمبر 30/1688ء) (فتاویٰ عثمانی ص 165 ج دوم)

☆...... نیز تبلیغی جماعت میں سند کہلانے والے مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہیؒ سعودی رویت کے حوالے سے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: حکومت سعودیہ میں جہاں تک مجھے علم ہے رویت ہلال کا خاص کر حج سے متعلق بہت اہتمام کیا جاتا ہے۔ جہاں بھی رویت ہوئی فوراً محکمہ میں شہادت لی جاتی ہے اور تمام علاقہ کے قضاۃ ثبوت فراہم کرنے کی کوشش کرتے ہیں پھر اس ثبوت و شہادت پر پوری جرح اور گفتگو ہوتی ہے پھر سب کو سامنے رکھ کر ملکر خود فیصلہ کرتے ہیں اور باضابطہ اسکی اطلاع دی جاتی ہے اور اعلان کیا جاتا ہے الخ (فتاویٰ محمودیہ ص 180 ج 17) نوٹ: اس میں شک نہیں کہ ام القریٰ مکہ مکرمہ سے تجارتی اور انتظامی مقاصد کیلئے اگلے چند سالوں کا قمری کیلنڈر تیار کیا جاتا ہے مگر اس کیلنڈر کا عبادات کے تعین میں قطعی کوئی دخل نہیں ہوتا بلکہ رمضان وعید اور حج وغیرہ عبادات کیلئے ان تاریخوں میں باقاعدہ چاند کی رویت کا اہتمام کیا جاتا ہے اور اسی رویت وشہادت کی بنیاد پر اعلان کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایسا بھی ہوا کہ چاند کی رویت قمری کیلنڈر کیخلاف ہوئی تو اس رویت کے مطابق حج میں یوم عرفہ کی تاریخ کو بدلنے کا اعلان خادم الحرمین شاہ فہدؒ کی جانب سے ہوا جو اس بات پر بین ثبوت ہے کہ ان عبادات میں خاص طور پر شرعی رویت کے مطابق فیصلہ کیا جاتا ہے جیسا کہ مفتی اعظم پاکستان مفتی رفیع عثمانی، شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی اور فقیہہ الامت مولانا مفتی محمود الحسن گنگوہی اپنے فتاویٰ میں ارشاد فرماتے ہیں۔ اب قارئین ہی فیصلہ کریں کہ اس بارے میں ہم ان پیشوانِ امت کی علم وتحقیق پر اعتماد کر کے مکہ مکرمہ کی رویت کو شرعی مانیں یا عوام کے کمزور اور بودے پروپیگنڈے پر کان دھریں جہاں اٹکل پچو کے سوا کچھ بھی نہیں!! ایک مغالطہ یہ دیا جاتا ہے کہ سعودی عرب اور دیگر بہت سے ممالک کے اوقات میں کئی کئی گھنٹوں کا فرق ہے مثلاً امریکہ اور سعودیہ کے درمیان تقریباً 12 یا 13 گھنٹے کا واضح فرق پایا جاتا ہے۔ امریکہ والے سعودیہ کو کس طرح معیار بنا سکتے ہیں؟ امریکہ میں فجر یا سحری ہو رہی ہے اور سعودیہ میں اسی وقت عصر یا افطار کے قریب کا وقت ہوتا ہے، امریکہ میں تراویح ہو رہی ہے تو سعودیہ میں فجر یا تہجد کی نماز۔ وغیرہ وغیرہ تو آغاز واختتام رمضان وعید ایک کیسے ہو سکتے ہیں؟ دراصل یہ مغالطہ اس لئے پیدا ہوتا ہے کہ لوگ سورج اور چاند کے فرق کو نہیں سمجھتے کیونکہ اوقات نماز کا تعلق سورج کے ساتھ ہے جبکہ مہینوں اور دنوں کے آغاز واختتام کا تعلق چاند سے ہے۔ زیر بحث مسئلہ میں گفتگو چاند کی رویت وعدم رویت سے ہو رہی ہے۔ اور چاند ساری دنیا کا ایک ہی شمار ہوتا ہے جیسا کہ سابقہ دلائل سے واضح ہو چکا کہ شریعت وسنت اور وحدت امت کا تقاضا ہی گلوبل مون سائٹنگ ہے چنانچہ سعودیہ کے چاند کی رویت ماننے پر دن اور تاریخ میں کوئی فرق نہیں پڑتا بلکہ ایک ہی تاریخ اور دن رہتا ہے، بس یہی مطلوب ہے کہ عبادت ومسرت میں اتحاد ویکجہتی رہے۔

☆...... چنانچہ مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ جرمنی سے آئے ہوئے ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: ''......اور سعودی عرب کے اعلان کے مطابق جو حضرات عمل کرتے ہیں اسکی شرعاً گنجائش ہے کیونکہ سعودی حکومت کا کہنا یہی ہے کہ انکے یہاں رویت ہلال کا فیصلہ خالص شرعی ضابطہ کے مطابق ہوتا ہے اور رویت کے مطابق ہوتا ہے، فلکی حسابات کی بنیاد پر نہیں۔ اگرچہ سعودی حکومت کے اس اعلان کی صداقت پر بہت سے لوگوں کو اطمینان نہیں، لیکن اس اعلان کی تکذیب کی بھی کوئی شرعی دلیل موجود نہیں۔ بہت سے حضرات کو سعودی عرب کے اعلان پر اس وجہ سے اطمینان نہیں ہوتا کہ انکا کہنا ہے کہ بسا اوقات سعودی حکومت کا اعلان فلکی حسابات کیخلاف ہوا ہے، یعنی رویت ہلال کا فیصلہ یسے وقت کردیا گیا ہے جبکہ سعودی عرب میں فلکی حسابات کی رو سے رویت ممکن ہی نہیں تھی لیکن شریعت بں چونکہ رویت کا دارومدار شرعی ضابطہ شہادت پر ہے اور فلکی حسابات پر دارومدار نہیں ہے اس لئے اہل جرمنی اگر سعودی عرب کے فیصلے پر عمل کرلیں تو شرعاً اسکی گنجائش ہے''۔ (نوادرالفقہ ص 81 ج 2 از مفتی محمد رفیع عثمانی)

☆......امریکہ سے گئے ہوئے ایک سوال کے جواب میں جس میں سعودی عرب کی رویت پر عمل کرنے کے حوالے سے سائل نے دریافت کیا تھا تو دارالافتاء دارالعلوم کورنگی کراچی نے شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ کا برطانیہ سے آئے ہوئے ایک سوال کا جواب بطور حوالہ نقل کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

''......سعودی عرب کی رویت پر رمضان وعید کرنا ایک اجتہادی مسئلہ ہے۔ یہ درست ہے کہ بعض اوقات وہ ایسے وقت رویت کا اعلان کردیتے ہیں جب حسابی طور پر رویت ممکن نہیں ہوتی لیکن فقہائے کرامؒ کی بڑی تعداد نے ایسی صورت میں بھی روایت کی شہادت کو معتبر مانا ہے۔ اب اگر کسی ملک میں علماء نے اس پر اتفاق کرلیا ہے تو مسئلہ کے مجتہد فیہ ہونے اور مسلمانوں میں اتحاد پیدا کرنے کی خاطر اس پر عمل کرنے میں کوئی شرعی محظور لازم نہیں آتا......الخ (فتویٰ نمبر 14/1117 مورخہ 9 .1 .30ھ بقلم مفتی سید حسین احمد دارالافتاء دارالعلوم کورنگی۔ کراچی نمبر 14) ایک اور مقام پر سعودی عرب سے اعلان پر برطانیہ میں رویت ہلال کے مسئلہ پر لکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

''......دوسری وجہ یہ ہے کہ وہ ایسے وقت میں بھی ایک دو افراد کی شہادت قبول کرلیتے ہیں جب چاند کی ولادت نہیں ہوئی ہوتی۔ یہ مسئلہ فقہاء کرام کے درمیان مختلف فیہ رہا ہے کہ اگر حسابی اعتبار سے چاند کی رویت ممکن نہ ہو تو کیا پھر بھی رویت کی شہادت معتبر سمجھی جائیگی؟ فقہاء کرام کی ایک بڑی جماعت اس بات کی قائل ہے کہ اگر حسابی اعتبار سے رویت کا امکان نہ ہو تو تب بھی حساب کا اعتبار نہیں ہے اور رویت کی شہادت کو معتبر مانا جائیگا، یہاں تک کہ بعض متاخرین شافعیہ مثلاً علامہ رملیؒ نے یہ فرمادیا ہے کہ اگر 29 تاریخ کی صبح کو چاند نظر آیا ہو، پھر اسی روز شام کو چاند کی رویت کی شہادت آجائے، تب بھی اس شہادت پر عمل کیا جائیگا۔ سعودی عرب میں اسی اصول پر عمل ہوتا ہے......الخ (فتویٰ نمبر 14/1191 مورخہ 30.9.7ھ بقلم مفتی سید حسین احمد دارالافتاء دارالعلوم کورنگی۔ کراچی نمبر 14) چلتے چلتے آگے لکھتے ہیں: ''......دوسری طرف یہ بات طے ہے کہ مجتہد فیہ مسائل میں اختلاف ونزاع کو ختم کرنے کیلئے کسی مرجوح جانب کو اختیار کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (جبکہ زیر بحث مسئلہ میں قابل عمل جانب راجح ہے۔ احقر) کیونکہ شریعت نے مسلمانوں کے افتراق وانتشار سے بچنے کیلئے بڑی بڑی مصلحتوں کو بھی قربان کیا ہے چنانچہ جب برطانیہ کے علماء کی اکثریت نے سعودی عرب کی رویت پر اعتماد کرنیکا فیصلہ کیا اور ملک کی بھاری اکثریت اس پر متفق ہوگئی اور مجھ سے پوچھا گیا تو میں نے عرض کیا کہ اس میں کوئی ہرج نہیں اور جو حضرات اسکی مخالفت کررہے تھے، بندہ نے ان سے بھی یہ عرض کیا کہ رفع اختلاف کیلئے اس پر عمل کرلینا چاہئے......آگے چل کے لکھتے ہیں: ''......اسی طرح جو لوگ سعودی عرب کی رویت کی بنیاد پر عمل کرنے کو باطل سمجھتے ہیں اور اس بناء پر باطل سمجھتے ہیں کہ وہاں چاند کی ولادت سے پہلے یا اسکے متصل بعد رویت کی شہادت معتبر مان لی جاتی ہے تو سوال یہ ہے کہ اگر وہ فیصلہ باطل ہے تو سعودی عرب کیلئے بھی باطل ہونا چاہئے۔ کیا اسکا یہ نتیجہ نہیں ہوگا کہ پوری امت کے حج اور رمضان کو باطل قرار دیا جائے۔ میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ جو سعودی عرب کے اعلان کو باطل سمجھتے ہیں وہ اسی رویت کی بناء پر وہاں جاکر رمضان، عید اور حج کیسے کرلیتے ہیں؟ نیز شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی اپنے ایک مضمون میں ارشاد فرماتے ہیں: ......یہی وجہ ہے کہ ہم یہ کہتے ہیں کہ جن ملکوں میں خود اپنے طور پر رویت ہلال کا انتظام نہیں مثلاً بہت سے مغربی ممالک ایسے ہیں جہاں شاذونادر ہی چاند نظر آتا ہے کیونکہ وہاں اکثر بادل چھائے رہتے ہیں تو وہ دوسرے ملکوں کی رویت کا اعتبار کرنے پر مجبور ہیں تو وہاں اگر مسلمانوں میں اختلاف ہورہا ہے تو اس اختلاف کو دور کرنے کیلئے سعودی عرب کو اگر معیار بنایا جائے تو اسکی گنجائش ہے۔ اسکو بنیاد بناکر کہہ دیا جائے کہ جب وہاں عید ہوگی اس دن ہم بھی یہاں عید کرینگے تو اسکی گنجائش ہے اور یہ ہے اس مسئلہ کا خلاصہ......الخ (دین اسلام ڈاٹ کام، بعنوان مسئلہ رویت ہلال از شیخ الاسلام مولانا تقی عثمانی مدظلہ)

خلاصۂ بحث: قارئین! مذکورہ تمام تر بحث کا خلاصہ یہ کہ عید و رمضان میں نصف صدی سے زیادہ عرصہ پر محیط اس اختلاف کو رفع کرنے کیلئے علمائے کرام اور ہمدردانِ امّت نے مختلف طریقے اپنائے اور تاحال اپنا رہے ہیں۔ من جملہ ان میں سے ہر ملک اور علاقے میں رویت ہلال کمیٹیوں کا قیام اور حسابی فارمولے سے استفادہ نمایاں ہیں مگر پھر بھی عید و رمضان میں اتحاد و یکجہتی کا نازک مسئلہ حل نہ ہوپایا کیونکہ رویت ہلال کمیٹیاں لوکل مون سائٹنگ کو بنیاد بناکر فیصلہ کرتی ہیں اور یہ بات مسلم ہے کہ مطلع کے اختلاف سے رویت ہلال میں اختلاف فطری تھا جس کے نتیجے میں عید و رمضان میں اختلاف رونما ہوجاتا ہے بلکہ ایک ہی شہر میں دو، دو، تین، تین عیدیں عام معمول بنتا جارہا ہے جبکہ دونوں کہتے یہ ہیں کہ ہم لوکل مون سائٹنگ کررہے ہیں لیکن پھر یہ اختلاف کیوں؟ اختلاف اسلئے کہ ایک دوسرے کی شہادت کو غیر معتبر قرار دیکر عید و رمضان کا اعلان کرتے ہیں اور اپنے اپنے پیروکاروں کو اس پر عمل کرنے کی تاکید کرتے ہیں۔ یوں امت طبقات میں بٹ جاتی ہے نیز اکثر اوقات تو رات گئے تک یہ فیصلہ نہیں ہوپاتا کہ ہلالِ رمضان کی صورت میں نماز تراویح شروع کی جائے یا نہ! اور ہلال عید کی صورت میں معتکفین اعتکاف سے فارغ ہوکر اپنے اپنے مقام پر بروقت پہنچیں یا انتظار کی گھڑیاں گنتے رہیں؟ بہرصورت لوگوں کو سوائے بے جا تکلیف اور مشقت میں ڈالنے کے کوئی نتیجہ نہیں! رہا معاملہ حسابی فارمولے کا تو جیسا عرض کیا جاچکا ہے کہ اس موقف کو قرآن وسنت اور فقہائے اسلام کی نظر میں کوئی وجۂ جواز نہ مل سکی بلکہ عجیب بات یہ ہے کہ اگر ان حضرات کا حسابی فارمولہ مکہ کی رویت وشہادت کیخلاف نکلتا ہے تو یہ مکہ کو معیار بنالیتے ہیں اور مکہ مکرمہ کے اعلان کے مطابق عید و رمضان کا فیصلہ کرتے ہیں اور کہتے یہ ہیں کہ ہم

Under Supervision of:
AL-MUNEER FOUNDATION INC.
DARUL IFTA'A KHATM-E-NUBBUWAT
1095 Coney Island Avenue, Brooklyn, NY
(Besides Makki Masjid)

دارالافتاء ختم نبوۃ
Tel: (718) 736-0440 | Fax: (403) 413-4982

سرپرست: عارف باللہ حضرت اقدس مولانا
حکیم محمّد اختر صاحب دامت برکاتہم

بیاد: شہید اعظم حضرت اقدس مولانا یوسف
لدھیانوی نور اللہ مرقدہ

فلکی حسابات کی بنیاد پر اگلے دس سال کا کیلنڈر تیار کر چکے ہیں تو پھر مکہ کی رویت وشہادت کیخلاف اپنے کیلنڈر پر قائم کیوں نہیں رہتے؟ جیسا کہ اس کا مشاہدہ متعدد مواقع میں ہو چکا ہے۔تو معلوم یہ ہوا کہ عیدو رمضان میں اتحاد کیلئے وہی ایک صورت متعین رہ جاتی ہے جو اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی ہدایت ومنشاء بھی ہے اور فقہائے اسلام کی اکثریت کا مذہب بھی۔نیز جس کے مطابق امریکہ، یورپ کی اکثریت عیدو رمضان پہلے ہی سے کرتی چلی آرہی ہے جس پر اقلیت کو بھی رفع اختلاف کیلئے عمل پیرا ہو جانا چاہئے اور وہ ہے ''گلوبل مون سائٹنگ''......جس کیلئے معیار اور مرکز اس مکہ مکرمہ کو بنالیا جائے جس کو بارشادنبویؐ نافة الارض (زمین کی ناف یعنی سینٹر) قرار دیا گیا اور آج سائنس وٹیکنالوجی بھی جس کو پوری دنیا کا مرکز مان رہی ہے، کاش! مسلمان عید ورمضان کے مسئلے میں اس کو اپنا مرکز مان لیں تا کہ عید کی خوشیوں اور رمضان کی عبادتوں میں شوکتِ اسلام اور وحدتِ امت کا شاندار مظاہرہ ہر اوج وپستی [illegible] ہو کیونکہ اللہ کے گھر کو مرکز بنانے میں انشاء اللہ ہرگز خسارہ نہیں ہوگا!!

وما ذلک علی اللہ بعزیز (کیا ہے کوئی سمجھنے والا؟)

اللہ کی سرزمیں میں پہلا یہ گھر خدا کا
ہم اسکے پاسباں ہیں یہ پاسباں ہمارا

☆☆☆

Mufti Muneer Ahmed Akhoon
Chairman
AL MUNEER FOUNDATION
196-04 Hillside Avenue, Hollis, NY 11423
Tel: (718) 468-4982 / Fax: (413) 403-4982